آریوں کے متعلق

ابطال تناسخ ۲۸۱/۲۸۵

متفرقات

شذرات ۱/۵

مقتبسات و منقولات ۷۲/۷۷ و ۲۰۵/۲۱۲ و ۲۴۸/۲۵۳ و ۲۸۶/۲۹۲ و ۳۳۱/۳۳۲ و ۳۶۱/۳۷۲ و ۴۰۹/۴۱۲ و ۴۴۵/۴۵۲

اہل عرب کے مذہبی معتقدات ۱۶۰/۱۶۹

الٰہیات و منقول ۱۶۹/۱۷۲

3

احمدیت کی تائیدیں

صداقت مسیح موعودؑ از روئے دلائل عقلیہ ۲۲–۳۳

نادر شاہ کے حالات ۳۳–۳۶

التفریق الصریح بین حلیتی المسیح ۶۳–۶۸

زلزلہ بہار ۶۹–۷۲

نِش کلنک اوتار ۷۷–۱۴۰

پنجاب میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی مساعی ۲۱۳–۲۳۰

فتاویٰ تکفیر بے حقیقت ۲۳۶–۲۴۷

یوگیراج کرشن ۲۷۸–۲۸۰

القول السدید فی توضیح التجدید ۲۹۳–۳۰۸

بابا نانک صاحبؒ اور حج کعبہ ۳۱۳–۳۲۷

رجوع موتیٰ ۳۵۳–۳۵۵

صداقت کرشن ثانی ۳۵۶–۳۶۰

دعوۃ الی الحق شاہد آسمانی ۳۸۹

ضرورۃ الامام ۴۱۳–۴۳۰

حضرت مسیح موعودؑ فارسی الاصل ہیں ۴۵۳–۴۹۶

اسلام کی تائید میں

- بیمہ زندگی اور اسلام — ۶/۱۴
- قرآن مجید کے آیات و سور کے باہمی ربط و نظم — ۱۵/۲۱ و ۵۳/۶۲ و ۱۵۳/۱۵۹ و ۲۰۱/۲۰۴ و ۲۳۱/۲۳۶
- میرے مذہب کے مطابق نجات کے حصول کے ذرائع — ۳۷/۵۲
- عربی زبان ام الالسنہ ہے — ۱۴۱/۱۵۲
- ذبیح اللہ کون ہے؟ — ۱۷۳/۲۰۰
- دنیا میں اشاعت اسلام کے اسباب — ۲۵۳/۲۷۰
- فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب — ۲۷۲/۲۷۷ و ۳۰۹/۳۱۲ و ۳۴۰/۳۴۴ و ۴۳۱/۴۳۷
- مسئلہ زکوٰۃ کی اہمیت — ۳۲۷/۳۳۱
- اسلام اور یورپ کی علمی ترقی — ۳۳۳/۳۴۰
- القول الجزم فی مسئلۃ الرجم — ۳۴۵/۳۵۲ و ۴۰۵/۴۰۸ و ۴۳۷/۴۴۵
- احادیث کی صحت و عدم صحت کی کسوٹی قرآن ہے — ۳۷۳/۳۸۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

کی

۳۳ تینتیسویں جلد کے مضامین

کی

فہرست

بابت ۱۹۳۴ء

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و — دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی — رسالہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۱ — ۵ - جنوری سنہ ۱۹۳۴ء — ۱۸ - رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۲ھ — جلد ۳۳

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
شذرات		
مغرب زدہ عورت ۔ مسلم عورت کے حقوق / اسلام اور سائنس	۱ - ۵	(ترجمہ ریویو انگریزی) جنید ہاشمی
بیمہ زندگی اور اسلام	۶ - ۱۴	″ عبدالرحیم شبلی
قرآن مجید کے آیات و سُوَر کا باہمی ربط و نظم	۱۵ - ۲۱	مولانا عبداللطیف صاحب خانپور
صداقت مسیح موعودؑ از رُوئے دلائل عقلیہ	۲۲ - ۳۲	مولانا عبدالغفور صاحب مولوی فاضل جامعہ
نادر شاہ کے حالات	۳۳ - ۳۶	×
فہرست مضامین جلد ۳۲		

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنہ

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

قابلِ توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں انکو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسرِ صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے اس لئے اور انہیں کے پورا کرنے کیلئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطرخواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سوائے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دلوں میں القاء کرے۔ کہ یہی وقت ہمت کا ہے"

ماہ فروری کا رسالہ وی پی ہوگا

تمام خریداران ریویو اُردو نوٹ کرلیں کہ ان کے نام ماہ فروری کا رسالہ ۵۔ فروری کو وی پی ہوگا تاکہ سنہ ۱۹۳۴ء کی قیمت پیشگی یا بقایا وصول کیا جائے

اُمید ہے ہمارے خوش معاملہ احباب یہ وی پی وصول فرمائینگے جزاہم اللہ احسن الجزاء

اگر اس سے پہلے چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوادیں تو بہت مہربانی ہوگی خرچ میں بھی کفایت رہے گی*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شذرات

مغرب زدہ عورت پر تنقید

پنجاب لٹریری لیگ لاہور نے اپنے ہال میں ایک مناظرے کا انتظام کیا تھا جس میں مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ "موجودہ زمانے کی عورت بہ نسبت ایک پشت قبل کے کم انسانیت کا رتبہ رکھتی ہے۔"

پروفیسر ڈی ڈی شرما نے مغرب زدہ عورت پر سخت نکتہ چینی کی۔ آپ نے کہا کہ موجودہ زمانے کے بارود کے تلے، عورت نے مرد کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا ہے اور تقریباً مرد کی "رفیق حیات" ہونے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ عورت گھر کی ملکہ تھی۔ لیکن اب ایسی خیال نہیں کی جاتی۔ بلکہ ایک قسم کی چلتی پھرتی گڑیا ہو گئی ہے۔ گھر کا امن برباد ہو گیا ہے اور گھریلو زندگی ناقص و ابتر حالت میں آرہی ہے۔ مغرب زدہ عورت نے گھریلو زندگی کے خرمن کو آگ دکھا دی ہے۔ اب نہ اس میں وہ محبت رہی ہے اور نہ کشش و ہمدردی جو اس کے زیور تھے۔ پروفیسر ایچ سی ہنگل نے یہ نظریہ پیش کیا۔ کہ جہاں پچھلی پشت کی عورت جرأت و جسارت کی حامل تھی۔ اور کنبہ کے آدمیوں کی ہمدم و مونس وہاں اب وہ کُتّوں اور بِلّیوں کی پرورندہ ہے۔ اسے نہ خاوند کی پرواہ ہے اور نہ وہ گھر یا بچّوں کے ساتھ کوئی دلچسپی رکھتی ہے۔ مسٹر جے آر اگنی تیر بیرسٹر کی یہ رائے تھی کہ مغرب زدہ عورت بجائے جائداد کے مواخذہ دار ہے۔ اگر مرد و زن کا مقابلہ اسی رفتار پر رہا تو وہ دن دُور نہیں جب کہ مرد و عورت میں ایک عالمگیر جنگ ہو گا۔

ڈاکٹر آر ڈی شیری نے مغرب زدہ عورت کی حمایت کی اس نے کہا کہ موجودہ زمانے کی عورت زیادہ پُراز معلومات، عالمہ فاضلہ، دلیر اور حوصلہ مند ہے اس کے علاوہ وہ پُرجوش رفیقہ ہے، بہترین ماں ہے، اتالیق ہے، نرس ہے، اور بچّوں کی حقیقی خیرخواہ ہے۔ چونکہ وہ خود بھی بامذاق ہے لہذا اس کے بچّے بھی خوش رہتے ہیں۔ مسز ایس جے عبدالکریم نے ڈاکٹر شیری کی تائید کی۔ اس کی رائے میں آجکل کی عورت زیادہ محنتی ماں مونس بیوی اور فرض شناس بیٹی ہے بہ نسبت اپنی بہن کے جو پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعریف یوں ہے۔ "یا تو آپ کا سارا روپیہ ضائع ہو جائیگا اور یا آپ کو ایک کثیر نفع ہوگا"۔ لائف ایشورنس میں روپیہ کے ضیاع کا کوئی امکان نہیں ہے کہ ہم اُس کو جُوئے کا نام دے سکیں۔ جس حادثہ کیلئے انشورنس کی جاتی ہے وہ ایکدن نہ ایک دن ضرور ہونے والا ہے۔ جہاز غرق ہو کہ نہ ہو، عمارت جلے یا نہ جلے لیکن انسان ضرور مریگا۔ دوسری تمام قسم کی انشورنسیں خواہ وہ ضروری ہیں جوئے کی نوعیت رکھتی ہیں کیونکہ حادثہ پیش آئے یا نہ آئے۔ لائف ایشورنس ضروری ہے۔

پھر روزانہ کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان مرجائے اور اُس پر قرضہ ہو تو بیمۂ زندگی سے بہتر کوئی شئے نہیں ہے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ بیمہ زندگی کے متعلق امیر لوگ ہی اعتراض کرتے ہیں اُن کے لئے تو یہ صرف تجارت ہے البتہ غریبوں اور اوسط حال کے لوگوں کیلئے یہ ازحد ضروری ہے۔ لائف ایشورنس کے متعلق کسی اوسط حال شخص سے استفسار کیجئے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے صرف اس لئے انکار کر دیا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ اِس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے اُس کو ایک بیماری نے آگھیرا۔ خدا کے فضل سے وہ بچ گیا۔ صحت کے بعد وہ فوراً میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ بیماری کے دَوران میں وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں رہا ہے۔ اور ایک خیال جو اُس کو ازحد ستاتا رہا ہے وہ بیوی بچّوں کا خیال تھا کہ اگر وہ مرجائے تو اُن کا کیا ہوگا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اُسے لائف ایشورنس کا بارہا خیال آیا۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ "اگر ہر بیوی کو معلوم ہو جائے جو ہر بیوہ کو معلوم ہے تو ہر شوہر اپنی زندگی کا بیمہ کروالیگا"۔

خاتمہ پر مَیں صرف یہ کہوں گا کہ اگر مسلمانوں کو انشورنس کے فائدے معلوم ہو جائیں تو یہ اُن کی اقتصادی اور سوشل بہبودی کیلئے ایک بہترین قدم ہوگا۔ میرا تجربہ یہی ہے کہ مسلمان مِنْ حَیْثُ الجماعت فضول خرچ قوم ہے۔ ان میں رسُوخ اور عزّت کا ایک غلط خیال مروّج ہو گیا ہے جب موت کا زبردست ہاتھ اُن پر پڑتا ہے خصوصاً اُسوقت جب وہ اس بات کیلئے تیار نہیں ہوتے تو وہ اپنے پیچھے کچھ بھی نہیں چھوڑ جاتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کے بیوی بچّے تنگدستی کی وجہ سے بھُوکوں مرتے ہیں وہ آوارہ ہو جاتے ہیں اور سوسائٹی کیلئے خطرہ کا موجب۔ قوم کی جہالت اور غربت روز افزوں رہتی ہے۔

یہ مشکل ہے کہ ہم اُن تمام رقوم پر غور کریں جو ہر سال لائف ایشورنس کمپنیاں بطور کلیمز ادا کرتی ہیں۔ اور اُس سوسائٹی کو خراجِ تحسین ادا نہ کریں جو لوگوں کو فضول خرچی سے ہٹا کر کفائت کی طرف لیجارہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اِس پر بھی لوگ ہنستے اور تمسخر کرتے ہیں ۔

لائف ایشورنس ایک سوشل ریفارم ہے۔ کفایت کی عادت قوم اور ملک کیلئے بیکران رحمت ہے نادان اور جاہل لوگ لائف ایشورنس کی قدر نہیں کرتے لیکن جو چیزوں کی تہہ میں دیکھتے ہیں اُن کو خوب علم ہے کہ لائف ایشورنس کمپنیاں ہمارے اور ہمارے ملک کے لئے ایک عظیم الشان خدمت سرانجام دے رہی ہیں ۔

انشورنس کے خلاف دلیلیں

آجکل کے علماء سے (سوائے چندکے) اگر فتویٰ پوچھا جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ بیمۂ زندگی اِسلام میں ناجائز ہے۔ لیکن علماء کی مخالفت کرنا آجکل کا فیشن ہے۔ جو بات بھی وہ موجودہ حالات کے متعلق کہیں اس کے متعلق ہمارے نوجوانوں کا خیال ہوتا ہے کہ وہ جہالت اور نافہمی پر مبنی ہے۔ مسٹر ایم۔ ایس۔ ایم کا مضمون بھی اِسی حقیقت کا حامل ہے۔ انہوں نے انشورنس کی حمایت میں کئی بے سروپا اعتراضوں کا ذکر کیا ہے جو چند مسلمانوں نے اُن پر کیئے تھے۔ اور مصوّر کی طرح انہوں نے تصویر کا روشن رُخ دکھایا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اُن کو اور اُن سے ملنے والے مسلمانوں کو تصویر کا بھیانک پہلو نظر نہیں آیا ۔

زیادہ عرصہ نہیں گذرا میں انشورنس کا بڑا حامی تھا۔ لیکن اُسوقت میری حمایت ہمدردی کے اصُولوں پر تھی۔ سوسائٹی کی حالت میرے سامنے تھی۔ مندرجہ ذیل واقعہ اُنہی روزمرہ کے واقعات میں سے ہے۔ مسٹر مکرجی اور پروفیسر حمید میرے دو دوست عین عنفوانِ شباب میں داغِ مفارقت دے گئے اور اپنے پیچھے ایک ایک بیوہ۔ ایک قابلِ شادی لڑکی اور دو صغیر سن بچے چھوڑ گئے۔ اوّل الذکر کی کوئی جائداد نہ تھی۔ لیکن اُس نے اپنی زندگی تیس ہزار کیلئے بیمہ کروائی ہوئی تھی۔ موخر الذکر ایک پکّا مسلمان تھا۔ اُس نے اپنی زندگی بیمہ نہ کروائی۔ لیکن تین ہزار کی جائداد چھوڑ گیا۔ مکرجی کی بیوہ آرام و آسائش سے رہ رہی ہے۔ اور اُس نے اپنی لڑکی کی شادی بھی کردی ہے۔ اُس کا داماد گورنمنٹ کا اعلیٰ افسر ہے۔ لیکن پروفیسر حمید کی بیوہ کی حالت دردناک ہے۔ جب سے اُس کا شوہر فوت ہوا ہے اُس نے غیر صحت افزا مقام میں ایک سستا سا مکان کرایہ پر لے لیا ہے۔ اُس کا کوئی نوکر نہیں اور وہ خوراک بھی ادنیٰ درجہ کی کھاتی ہے اُس سے اُسکی ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ تصوّر کیا سکتا ہے۔ ویسے ناقابل بیان ہے۔ اُس کی لڑکی کی شادی ہو چکی ہے لیکن اُس کا داماد ویسا نہیں ہے۔ جیسا کہ پروفیسر حمید کا ہونا چاہیئے تھا ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ سوسائٹی کی صحیح تصویر ہے البتہ نام فرضی ہیں۔ اگر کوئی ادارہ اِس قسم کی حالت کا علاج کرے تو وہ غیر اسلامی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک شرط ہے۔ ایک آدمی کو مدد پہنچانے کے لئے آپ کو ہزار آدمی لُوٹنے نہیں چاہئیں۔ اگر انشورنس کمپنیاں اِس شرط پر اپنا کام کریں تو وہ غیر اسلامی نہیں ہو سکتیں۔ لیکن جو انشورنس کمپنیوں کے کام سے واقف ہیں۔ اور اُن کے نفع کمانے کے ڈھنگ سے آشنا ہیں وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ لوگ معدودے چند اشخاص کی مدد کیلئے ہزاروں لاکھوں انسانوں کو لُوٹ لیتے ہیں ؛

انشورنس کمپنی کیا ہوتی ہے ؟ اور کس طرح کام کرتی ہے ؟ انشورنس کمپنی ایک کمپنی ہوتی ہے جو گورنمنٹ کے ایکٹ کے ماتحت رجسٹرڈ ہوتی ہے۔ اور اُس کو حادثات آگ یا اموات کی رفتار کے اندازہ پر چلایا جاتا ہے ؛

فرض کیجئے کسی ملک میں صد سالہ رفتارِ اموات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہزار آدمیوں کے پیچھے ہر سال صرف سولہ آدمی راہی ملکِ عدم ہو جاتے ہیں۔ کمپنی جاری کرنے کیلئے آپ اس اندازہ کو پیش رکھیں گے تاکہ محفوظ رہیں۔ پھر ہزار آدمیوں کا اِس معاہدہ پر بیمہ کرنے کیلئے کہ اُن کے ورثاء کو ہزار روپیہ فی آدمی ادا کیا جائیگا۔ آپ اُن میں سے ہر ایک کو کچھ ماہواری سہ ماہی یا سالانہ رقم بطور پریمیم یا قسط ادا کرنے کیلئے کہیں گے۔ تاکہ ۱۰ لاکھ روپیہ بن جائے۔ آپ اس رقم کا اندازہ کریں گے اور کمپنی کو رجسٹرڈ بنالیں گے ؛

اِس بات کی ضمانت کیلئے کہ آپ کی کمپنی دھوکہ نہ دے جائے گورنمنٹ آپ سے ایک خطیر رقم بطور ضمانت کے لیتی ہے۔ اور پھر اس پر سُود بھی ادا کرتی ہے۔ ضمانت دیکر بھی کمپنی کے پاس کافی روپیہ رہ جاتا ہے۔ جو مختلف شکلوں میں نفع پر لگایا جا سکتا ہے۔ اور اس پر سُود بھی ملتا ہے۔ گورنمنٹ کو ضمانت ادا کرنا لازمی ہے۔ اور اس سے سُود بھی ضرور ملتا ہے۔ کمپنی کا روزانہ خرچ مقررہ اور بار بار آنیوالا ہوتا ہے۔ اُسے اپنا روپیہ اِس طریق سے لگانا چاہیئے کہ اُس کا نفع قریباً مقررہ اور بار بار آنیوالا ہو۔ سُود اس کا یقینی طریق ہے۔ اگر کمپنی سُود نہ لے تو اُس کی کامیابی مشکوک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اُسے ہر سال اور ہر مہینے دفتر کا خرچ، کرایہ اور دوسرے اتفاقیہ خرچ ادا کرنے ہوتے ہیں۔ اگر اس کی تجارت سُود کی بنا پر نہ ہو تو کوئی ایسا

۱۰
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی سال ضرور آجائے کہ نفع مطلقاً نہ ہو۔ اس کا بدل صرف یہی ہے کہ پالیسی ہولڈروں سے قسط زیادہ وصول کی جائے۔ اور یہ خطرہ سے خالی نہیں کئی لوگ پالیسیاں خریدنی چھوڑ دینگے۔ پھر دوسری کمپنیوں سے مقابلہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ سُود لیا جائے +

خلاصہ یہ کہ انشورنس کمپنی ایک سُود خوار تعاونی مجلس کا نام ہے جو پسماندگان کی مدد کرتی ہے اگر سُود اسلام میں منع ہے تو یہ اس وجہ سے جائز نہیں ہو جاتا کہ ہم براہِ راست سُود نہیں لیتے۔ بلکہ ایک رجسٹرڈ کمپنی کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں +

جنہوں نے موجودہ اقتصادی نظامِ عالم کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ بنکنگ اور انشورنس دو ٹانگیں ہیں جس پر سُود کا بھوت آجکل کھڑا ہے اور ہزاروں لاکھوں آدم کے بیٹوں کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ اسلام جو ایک آخری مذہب ہے اس بھوت کی دھجیاں اُڑا دیگا اور بنی نوع انسان کو اُس کی مصائب سے نجات دلائیگا۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور اس پر قائم رہنے کیلئے ہمیں کسی ایسے ادارہ کا ساتھ نہیں دینا چاہیئے جو اس سُود کے بھوت کو خوراک مہیا کر رہا ہو +

حیرت ہے کہ مسٹر ایم۔ ایس۔ ایم نے سُود کی بدیں وجہ حمایت کی ہے کہ گورنمنٹ کوئی اعلیٰ پیمانہ کا کام نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ قرضہ نہ اُٹھائے اور قرضہ کیلئے سُود ضروری ہے۔ پس اگر انشورنس کمپنیاں گورنمنٹ سے سُود لیتی ہیں تو وہ ناجائز نہیں +

ہم اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ سُود کسی شکل میں بھی بنی نوع انسان کیلئے مفید نہیں ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر حکومت چاہے تو بغیر سُود کے بھی روپیہ اُٹھا سکتی ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حقیقی وطنیت، ہمدردی اور اخوت اپنے اندر پیدا کریں۔ اور گورنمنٹ کے مستقل قرضہ کی مصائب کو سمجھیں جو لوگوں پر زیادہ ٹیکس کا موجب بن رہا ہے۔ اگر امیر لوگ زیادہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ تو وہ سُود کی شکل میں یہ روپیہ گورنمنٹ سے واپس حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ صرف غریب لوگ ہی ہیں جن پر زیادہ ٹیکس کا سارا بوجھ آکر پڑتا ہے۔ آؤ ہم ضمیر سے پوچھیں آیا یہ حالت قابلِ قدر ہے؟ اگر یہ حالت قابلِ قدر نہیں ہے۔ تو اس میں کوئی غیر معقولیت نہیں کہ اعلیٰ پیمانہ پر کام کیلئے سُود کی ضرورت ہوتی ہے +

سُود کی مضرت رسانی پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ انشورنس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمپنیاں سُود خوار کمپنیاں ہیں۔ اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے۔ اور ایم۔ ایس۔ ایم نے بھی ایک طرح سے اس کو تسلیم کر لیا ہے تو پھر انشورنس کو بھی وہی درجہ دینا پڑے گا جو سُود کو دیا جاتا ہے ؂

ایک بات اور ہے پھر مَیں مضمون کو ختم کر دوں گا۔ چونکہ اِسلام میں سُود بالکل ممنوع ہے اس لئے مسلمانوں کی جماعت سُود سے تیار شدہ موجودہ نظامِ اقتصادی میں دوسروں کے مقابلہ میں خسارہ اُٹھا رہی ہے۔ مَیں اس معاملہ کو کم اہمیت نہیں دیتا۔ لیکن ہمارے نزدیک اس کا علاج خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی نہیں ہے بلکہ اس نظامِ اقتصادی کو زبردست جنگ کے ذریعہ تبدیل کرنا ہے۔ جو اسلام کی ابدی اور ازلی حیثیت میں ایمان کھو بیٹھے ہیں اُن کو شاید اس کا تبدیل کرنا اور اسلام کی تعلیم کے مطابق ایک نئے نظام کا کھڑا کرنا محال معلوم ہو۔ لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کا مصلح اور ہادی حضرت مسیح موعود اور مہدئ مسعود کی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اور ہم سوشلزم، کمیونزم، بالشوزم، جنگی قرضوں، ٹیکسوں و دیگر اقتصادی مشکلات ایسی غیر اسلامی تنظیموں کے خلاف خدا تعالیٰ کا ہاتھ مصروفِ عمل دیکھ رہے ہیں۔ ہم ہر جگہ یہ ڈھول پیٹا سُن رہے ہیں کہ کسی نہ کسی جگہ نقص ضرور ہے دُنیا نہیں جانتی کہ نقص کہاں ہے۔ لیکن ہم فرشتوں کے ذریعہ سے اُسے جانتے ہیں۔ تو پھر ہمیں نااُمید ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ موجودہ شیطانی نظامِ اقتصادی کے خلاف جنگ لڑ کر ہمیں یا تو شہید ہو جانا چاہیئے اور یا خدا کے سپاہیوں کی طرح دوسروں کو مار دینا چاہیئے۔ جب تک جنگ ختم نہ ہو جائے ہمیں صبر سے کام لینا چاہیئے ہمیں یقین ہے کہ فتح آخر ہماری ہو گی۔ خدا کے نبیوں کو کبھی ناکامی نہیں ہوئی اور ہم نامراد نہیں ہو سکتے ؂ (ریویو انگریزی)

آج تک بائیبل کے تراجم ربع مسکون کے گوشے گوشے میں پہنچانے اور نوعِ بشر کے ہر فرد کو انجیل کی تعلیم سے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۰۴ء سے ۱۹۳۳ء تک ۱۲۹ سال کی مدّت میں برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی نے بائیبل کے تینتالیس کروڑ اٹھارہ لاکھ ترپن ہزار پانچسو ستانوے (۴۳۱۸۵۳۵۹۷) نسخے شائع کیے ہیں۔ اور اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس مُدّت میں دنیا کی کوئی کتاب اتنی تعداد میں شائع نہیں ہوئی۔ اسوقت تک بائیبل کا ترجمہ دُنیا کی ۶۵۵ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ بعض علاقوں کی ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر بائیبل سوسائٹی نے دولسانی اور سہ لسانی ایڈیشن بھی شائع کیے۔ چنانچہ دولسانی ایڈیشن ایک سو گیارہ ہیں۔ ایک ایڈیشن چہار لسانی ہے۔ جس میں انگریزی۔ گجراتی۔ مرہٹی اور اُردو زبانیں استعمال کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں اندھوں کے لئے دُنیا کی ۴۸ زبانوں میں الگ ایڈیشن شائع ہوئے جن میں خاص اُبھرے ہوئے حروف استعمال کیے گئے ہیں۔ ان میں اُردو۔ ہندی۔ بنگالی۔ تلنگی۔ مرہٹی اور تامل کے علاوہ ہماری مقدس دینی زبان عربی بھی

۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کے آیات و سُورے کے باہمی ربط و نظم پر نظر

(نمبر ۳)

(گذشتہ رسالہ اگست ۱۹۳۳ء صفحہ ۲۹۹ سے آگے)

باب سوم۔ تفصیل ضوابط دستور ترقی

یہ مضمون رکوع ۳ و ۴ کا موضوع ہے۔ جس میں چودہ اصول ترقی حسب ذیل پیش کیے جاتے ہیں:۔

قانون اوّل۔ توحید اور جذبۂ حریت کی تکمیل۔ وقضٰی ربك الا تعبدوا الا ایاہ۔ قانون دوم۔ قومی حقوق کا دستور اساسی۔ برّ الوالدین۔ وبالوالدین احسانًا۔ قانون سوم۔ عامہ قومی حقوق کا ایفاء جن کے اصناف کی اصولی تقسیم ذیل ہے۔ (الف) خاندانی حقوق۔ وآت ذاالقربٰی حقہ (ب) اخلاقی حقوق۔ والمسکین (ج) عام قومی حقوق۔ وابن السبیل۔ یہاں تو تین اصناف کا ذکر ہے۔ مگر سورۂ بقرہ و نساء میں ان اصناف کی ذرا تفصیل ہے۔ وہاں ان اصناف کی تعداد ۱۰ تک ہے۔ سب سے اوّل حقوق[۱] والدین بعد ازاں بقیہ رشتہ داروں[۲] کے۔ پھر یتیموں[۳] کے پھر مسکینوں[۴] کے۔ ازاں بعد قریبی ہمسائیوں[۵] کے۔ پھر فاصلہ والے ہمسائیوں[۶] کے۔ پھر پاس والے[۷] ساتھی یا رفیقان کار کے حقوق۔ پھر راہ رو مسافروں[۸] کے۔ پھر حاجتمند سائلوں[۹] کے۔ پھر غلاموں[۱۰] کے حقوق کہ انہیں قید غلامی سے آزاد کیا جائے۔

قانون چہارم۔ نظام اقتصادیات یعنی تحفظ مال اور انسداد فضول خرچی۔ ولا تبذر تبذیرًا۔ اس سے پہلے قانون میں حقوق قومی کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اب وہ قانون پیش ہوتا ہے جس کے ذریعہ خدمات قومی وملّی کی ادائیگی کا موقعہ مل سکے اور وہ مالی طاقت کی حفاظت کا قانون ہے۔ قانون پنجم۔ الاقتصاد فی الانفاق یعنی اخراجات میں میانہ روی۔ ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملومًا محسورًا۔ گذشتہ قانون میں حفاظت مال کی طرف توجہ دلا کر بیجا خرچ کرنے کی ممانعت کی گئی تھی۔ ممکن ہے کہ ایک شخص فضول خرچی سے تو باز آجائے لیکن اخراجات مالیہ میں باقاعدگی اور نظام نہ رکھنے کے باعث پھر بھی ارتقاء اقوام کی منازل عالیہ پر فائز نہ ہو سکے لہذا اب اس شعبہ بذل اموال میں بھی نظام اعتدال قائم رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ مسلم جس طرح زندگی کے ہر ایک شعبہ میں تنظیم اور تناسب و اعتدال قائم رکھتا ہے۔ اسی طرح یہ شعبہ بھی اس کے نظام تنظیم سے باہر نہ رہے۔ قانون ششم۔ حفاظت نسل و تربیت اولاد۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق۔ کسی قوم کی بدترین حالت وہ ہوتی ہے جبکہ اس کی وحشت و بربریت اس درجہ تک پُہنچ گئی ہو کہ اوہام باطلہ کی رُو سے یا کسی جزوی مفاد کے حصول کی امید پر اپنے لخت جگر فرزندان تک کو قتل کر دینے سے باک نہ رکھتی ہو۔ جیسا کہ اسلام سے قبل عہد جاہلیت میں قوم عرب کی حالت تھی۔ اس قوم کی اصلاح کیلئے دستور بالا میں ایک نوع خطاب ہے۔ لیکن جو قومیں اس حالت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحشت و بربریت سے نکل کر تہذیب و تمدّن کے انسانی دَور میں قدم رکھ چکی ہوں۔ ان کی اصلاح کیلئے بھی قانون مذکور میں ایک دوسری طرز خطاب ہے۔ کیونکہ یہ قومیں جرائم کا ارتکاب وحشی اقوام کے طرز پر نہیں کرتیں۔ مگر باوجود اپنے درجہ وحیثیت کی رُو سے وہ بھی انہیں جرائم کے ارتکاب سے معصوم نہیں رہ سکتیں۔ اگرچہ ان کے ارتکاب جُرم کی صورت نوعیہ دوسرے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ جیسے آپ قتل اولاد کی مہذب صورت کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اس قانون کے ذریعہ اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اے دَور تمدّن میں سعی اور ترقی کرنیوالی قومو! تمھاری ترقی کے فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے کہ اپنی لخت جگر اولاد کو تعلیم و تربیت[1] کے زیور سے مزین کرو۔ کیونکہ مستقبل زندگی میں ان کی مستقل ترقی کا سلسلہ انہیں کی اصلاح و تربیت سے وابستہ ہے۔ مبادا تمھیں یہ خیال گذرے کہ چونکہ انکی پرورش اور تعلیم و تربیت کے مصارف کے بارگراں کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ اسلئے انکو علمی برکات سے محروم رکھ کر کھیل کود میں یا ابتداء ہی سے انہیں دنیا کمانے کے ادنیٰ مشاغل میں لگا دو۔ اور ان کی اصلاح و تربیت اور ذہنی ترقی کی طرف سے غفلت برتو۔ یاد رکھو ایسی حالتمیں گویا تم بھی قتل اولاد کے جُرم کے مرتکب ہو گے۔ کیونکہ ان نونہالان فرزندان قوم کا ابتدائی عہد جو تعلیم و تہذیب کے حاصل کرنیکا فطرۃً موزون زمانہ ہے۔ اگر اس نازک وقت میں تم نے انکی علمی و اخلاقی اور ذہنی اور مذہبی ترقی کیلئے جد و جہد نہ کی اور انکی تربیت و تعلیم کی طرف سے غفلت برتی۔ تو گویا ان کی مستقبل زندگی پر تم نے کاری ضرب لگائی۔ کیونکہ جب وہ بڑے ہو کر عہد طفولیت کو جو تعلیم کا بہترین زمانہ تھا۔ کھو بیٹھیں گے۔ اور دَور شباب میں پہنچکر جبکہ انکی اہوائے نفسانیہ اور قوائے شہوانیہ پورے جوش میں آکر انہیں آپے سے باہر کر دینگی۔ تو اسوقت یہ افراد ذلت و تباہی کے مختلف مشاغل میں منہمک ہو جائینگے۔ کیونکہ تربیت و تہذیب اور اصلاح اخلاق نہ ہونیکے باعث فسق و فجور اور بداخلاقی و فحشاء میں پڑ جائینگے۔ جسکی وجہ سے غضب الٰہی کی آگ کا بھڑک اُٹھنا بعید نہیں۔ اور پھر انکے ارتکاب جرائم کے باعث نظام تمدّن کو جو نقصان پُہنچیگا اس کا اندازہ کہاں تک کیا جا سکتا ہے۔ اور نیز بوجہ جہالت اور فقدان علم کے حصول معیشت دنیا کے اعلیٰ ذرائع سے بھی محروم رہ جائینگے۔ اور علمی لیاقت نہ رکھنے کے باعث اعلیٰ عہدوں اور اچھے مراتب کو تو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ناچار یا تو ادنیٰ اور ذلیل درجوں پر رہنا غنیمت جانکر دوسری ترقی یافتہ قوموں کے حلقۂ غلامی میں زندگی بسر کرینگے۔ بشرطیکہ انہیں اس غلامی کا سہارا بھی مل سکے۔ ورنہ ملعون زندگی کے ایّام بسر کرنیکے لئے ایسے بدترین اور مہلک پیشوں کے اختیار کرنے سے دریغ نہیں کرینگے جنکے تصوّر تک سے بھی دل کانپ اُٹھتا ہے۔ جیسے چوری اور رہزنی۔ قتل و سفاکی وغیرہ وغیرہ۔ آہ وہ اُمّت مُسلمہ جسکو خیر اُمّۃ کا اعلیٰ خطاب دیا گیا تھا۔ اس ہدایت ربّانی کو دستور عمل نہ بنانے کے باعث آج انہیں کے مُدّعیان اسلام کی کیا حالت ہے۔ ان فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الالباب۔

---

[1] یہ تفسیر اہل تحقیق سلف سے بھی منقول ہے۔ مفردات راغب میں ہے۔ "قیل ان ذٰلک نھی عن شغل الاولاد بما یصدھم من العلم" ۱۲ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بڑا ہی بھاری جُرم ہے۔ جس کے مہلک اثرات پر اگرچہ ابتداءً عامہ خلائق کی نظریں نہیں پڑ سکیں۔ مگر یقیناً وہ اپنے نتائج کی رُو سے سخت مہلک ہے اس لئے آگے فرمایا۔ ان قتلھم کان خطأً کبیرًا۔ یعنی یہ ایک ایسا بڑا جُرم ہے جس سے یہ نہ سمجھو کہ فقط ان چند نفوس کا قتل ہے بلکہ بمطابق تشریح بالا اس میں تمام نظام تمدّن کا بگاڑ ہے۔ جسکے مہلک اثرات سے ایک طرف تو تمام قوم کی اخلاقی وعلمی روح فنا ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف اسکی سمیّت سے حکومت کا نظام امن فنا ہو جاتا ہے۔ فھل من مدکر۔

قانون ہفتم۔ تحفظ عصمت وناموس قومی۔ ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة وساء سبیلًا۔ نوع انسانی کے ارتقاء کا ساتواں قانون یہ ہے کہ احساسات روحانیہ کی حفاظت کیجائے اور اِن افعال سے محترز رہنا چاہیئے جو انسان کے حیات اخلاقی اور جذبات روحانی پر ٹھیس لگانے والے ہیں۔ ان میں سے زنا ایک اَگ فحش ترین فعل ہے جو پرلے درجے کا حیاکش اور غیرت سوز ہونے کے علاوہ مفسد نظام تمدّن بھی ہے جس سے قوموں کے درمیان آتش فساد بھڑک کر ان کو تباہ وبرباد کر دیتی ہے۔ انہیں مفاسد کی بناء پر فرمایا انه کان فاحشة وساء سبیلًا۔ یعنی زنا ایک طرف سے تو اخلاقی جُرم ہے جو غیرت وروحانیت انسانی کو مٹاتا اور حاسۂ اخلاقی کو فنا کر ڈالتا ہے۔ اور دوسرا یہ تمدّنی جُرم بھی ہے کیونکہ اس کا بداثر جمعیت قومی پر پڑ کر تمدّن کو فاسد کر دیتا اور قوم کو راہ تنزل کی طرف لیجاتا ہے اور جس قوم کے افراد قوموں کی عزّت ملحوظ رکھنے والے نہ ہوں وہ دنیا میں عزت اور ترقی کس طرح پا سکتے ہیں۔ دستور بالا میں لا تقربوا کا صیغہ لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ فقط زنا سے ہی محترز رہنا کافی نہیں بلکہ جبتک اُن ذرائع سے جو محرک زنا ہیں احتراز نہ کیا جائے ارتقاء ممکن نہیں اور اس قانون کی تفصیل سورۂ نور میں مذکور ہے۔ چنانچہ وہاں پہلے اس جُرم کی بدنی سزا کا قانون بتلایا گیا اور پھر اس کی تہمت لگانے والوں کی سزا کا بیان فرمایا اور مردوں اور عورتوں کے اختلاط روکنے کے لئے پردہ کا حکم دیا گیا۔ اور انسداد بدکاری کے لئے نکاح عام کی ترغیب دلا کر اسکو آسان اور وسیع پیمانہ پر قائم کرنے کے لئے نکاح بیوگان کا حکم دیکر تمام ممکن ذرائع بدکاری کا انسداد کر دیا گیا +

قانون ہشتم۔ امن عامہ خلائق۔ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق۔ قومی ترقی کے لئے ضرورت ہے کہ نظام امن قائم کیا جائے جبتک امن عام نہ ہو کوئی شخص بھی مامون ومطمئن ہو کر کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا نظام امن رکھنے کے لئے حکومت اور سیاست مدن کی ضرورت ہے۔ تاکہ اگر کوئی شخص فساد وخونریزی کر کے امن عامہ خلائق کو صدمہ پہنچائے تو اسے حکومتِ وقت سزا دے۔ اس لئے فرمایا الا بالحق۔ اور جب کہیں واردات قتل ہو تو ورثائے مقتول کو مقتول کے قصاص لینے کا حق ہے۔ ومن قتل مظلومًا فقد جعلنا لولیه سلطانًا۔ اس کیلئے انہیں باقاعدہ عدالت میں دعویٰ دائر کرنا چاہیئے۔ اور انہیں قانون کو براہ راست اپنے ہاتھ میں لینے کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اجازت نہیں فلا یسرف فی القتل۔ کیونکہ اس میں نظام تمدن میں بگاڑ ہوگا۔ بلکہ حکومت وقت کی طرف رجوع کریں کیونکہ ان کی اعانت و امداد کے لئے محکمہ عدالت قائم ہے۔ انہ کان منصورًا ۔

قانون نہم۔ حفظ حقوق یتامیٰ۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن ۔ قانون دہم۔ ایفاء عہد اوفوا بالعھد امور معاشرت کی رُو سے یہ قانون نہایت ہی مہتم بالشان ہے۔ اور مومن کے ایمان کی آزمائش بھی اس قانون کی پابندی سے وابستہ ہے۔ کیونکہ جو شخص لوگوں کے معاہدات کی پابندی نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے ان معاہدوں کا کس طرح پابند ہو سکتا ہے جس کا عہد اس نے ایمان کے ذریعہ کیا۔ اس لئے حدیث میں وارد ہے جو شخص عہد کا پابند نہیں وہ دیندار نہیں (شعب الایمان بیہقی) ، فاتح قوم کے لئے بھی یہ قانون نمایاں حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اسپر کسی قوم کا اعتماد اسوقت تک نہیں ہو سکتا جبتک کہ ایفاء عہد کا یقین مفتوح اقوام کو نہ دلا دے۔ اور جب کوئی ترقی یافتہ قوم معاہدات کی پابندی میں غفلت برتنے لگتی ہے۔ تو تنزل کے جراثیم بھی اسی وقت سے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اس لئے کہ فطرت الٰہیہ نے اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے سے بازپرس کا زبردست قانون بھی جاری فرما رکھا ہے۔ ان العھد کان مسئولًا۔ عالم آخرت میں تو اسکی بازپرس دربار احکم الحاکمین سے بلاواسطہ ہونیوالی ہے لیکن اس دار دنیا میں بھی سیاست الٰہیہ نے سوال کرنیکا قانون یوں مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اس کے سوال کیلئے قوم کے انہیں افراد میں جذبات بھڑکا دیئے جاتے ہیں یا دوسری زندہ قومیں اس کا محاسبہ لیتی ہیں۔

قانون نمبر ۱۱۔ معاہدات باہمی میں عدل۔ واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ذٰلک خیر و احسن تاویلًا۔ قوموں کی رفتار ترقی تدریجی ہوتی ہے۔ جب کوئی اصلاح و تہذیب کے ساتھ اولین دَور بدویت کو ختم کر کے دوسرے دَور مدنیت و عمرانیت میں قدم رکھتی ہے تو اسوقت اسکے مشاغل زندگی اور ضروریات معاشرت اقتصادیات ہوتے ہیں۔ پس جب اس میں اپنی اعلیٰ قابلیت اور حسن انتظام سے عدل و انصاف کو قائم رکھ کر مہمات امور سر انجام دیتی ہے تو قانون قدرت کی رُو سے اسکو تیسرے شاندار دَور حکومت و سیاست مدن میں قدم رکھنے کی قابلیت عطا کی جاتی ہے۔ پس در اصل سیاست کا اوّلین زینہ نظام اقتصادیات ہے۔ جو اقتصادیات کے فرائض بجا نہیں لا سکتی اور اس میں عدل و انصاف قائم نہیں رکھ سکتی۔ وہ سیاست و حکومت کے میدان میں قدم رکھنے کے قابل نہیں۔ پس جو قوم کہ آئندہ ترقی کے شاندار مراحل طے کرنیکا ارادہ رکھتی ہے اسے لازمی ہے کہ اس دستور کی احتیاط سے پابندی کرے کیونکہ ذٰلک خیر و احسن تاویلًا یہ دستور اسکی ترقی کا بہترین ذریعہ ہے اور اسکی تعمیل سے مستقبل کا انجام احسن ہوگا۔ اس لئے کہ بوجہ حُسن قابلیت آئندہ کے مراحل ترقی بھی آسانی سے طے ہو سکیں گے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تنبیہ - قرآن حکیم میں جو کیل و وزن کے انصاف پر زور دیا گیا ہے اس کو فقط معاملات تجارت میں منحصر مت سمجھو۔ بلکہ اسکو تمام اعمال زندگی کے لئے قانون عام جانو۔ مقصد یہ ہے کہ ہر کام میں عدل و انصاف ملحوظ رہے۔ جس پیمانہ پر دوسروں سے حقوق لینا چاہتے ہو۔ اسی پیمانہ پر دوسروں کو بھی دو ٭

قانون نمبر ۱۲ - اظہار رائے سے قبل تحقیق و اختیار اور بنی نوع سے حُسن ظن و اعتبار۔ ولا تقف ما لیس لك به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئك کان عنه مسئولا۔ اتحاد قومی کی اساس حسن ظن اور اعتبار پر ہے۔ اور شقاق و نفاق کی بنیاد سوءظنی اور بے اعتباری پر ہے۔ جس سے جذبات نفسانیہ بھڑک کر بڑی بڑی بداخلاقیوں کے پیدا ہونے کا باعث بنجاتے ہیں۔ لہٰذا نشاۃ قومیہ کی تکمیل کیلئے اس زرّین اصول کی بھی ضرورت ہے کہ ان تحریکات سے محترز رہنا چاہیئے جن کی بنیاد وہمیات اور ظنیات پر قائم ہو۔ جبتک کسی امر کی تحقیق قطعیت اور یقین سے نہ ہو جائے اس میں رائے زنی نہ کیجائے۔ اسی طرح نہ ہی کسی کی ذات یا شخصیت کے متعلق محض قیافہ اور ظن سے کام لیکر فتویٰ لگایا جائے۔ بدگوئی۔ بدظنی اور عیب چینی۔ تہمت و غیبت اور جھوٹی شہادت وغیرہ امراض خبیثہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو نشاۃ قومیہ کے لئے سم قاتل ہیں۔ سورۂ حجرات میں اصول اتحاد و ائتلاف قومی پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے:-

یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضًا ایحب احدکم ان یأکل لحم اخیه میتا فکرھتموہ واتقوا اللّٰه ان اللّٰه تواب رحیم (حجرات : ۱۲)

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور نہ ایک دوسرے کے عیب ڈھونڈو اور نہ کسی کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے جس سے تم کراہت کرتے ہو اور اللّٰہ سے ڈرو یقیناً اللّٰہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

آیت بالا میں ذکر ہے کہ نفاق و شقاق قومی کی بنیاد بدظنی پر ہے۔ اور پھر یہ مرض بڑھکر انسان کو ایک دوسرے مرض تجسس اور عیب چینی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اس پر بس نہیں ہوتی بلکہ انسان پھر اس سے آگے قدم بڑھاتا اور غیبت اور عیب گوئی میں منہمک ہو کر افراد قومی کے خون چوسنے اور گوشت کھانے کا عادی بنجاتا ہے اور یہ قوم کی بدترین حالت ہے جس کی ابتدا بدظنی سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ بدظنی کی بجائے حُسن ظنی اور اعتماد قومی کا شیوہ اختیار کیا جائے۔ جبتک کسی چیز کے متعلق پختہ علم اور یقین حاصل نہ ہو اسپر اقدام عمل یا اظہار رائے نہ کیا جائے۔ لا تقف ما لیس لك به علم۔ بلکہ حصول علم کی کوشش کیجائے اور چونکہ حصول علم کے ذرائع تین حسب ذیل ہیں:- سمع۔ بصر۔ فواد انہیں کے ذریعہ انسان ہر ایک قسم کی معلومات صحیح یا غلط بہم پہنچاتا ہے۔ لہٰذا علم صحیح کا مدار ان وسائط کی صحت و اعتدال پر موقوف ہے۔ جبتک ان اساطین علم کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی۔ وہ اپنے خاوند کی مخلص شریکِ حیات ہے۔ آجکل کی عورت نے گھر کو جنت مکان بنا دیا ہے۔ اور خاوند کو مایوس و افسردگی کی حالت میں ہنس مکھ اور بے فکر فارغ البال بنا دیا ہے۔ نہ تو وہ فضول خرچ ہے اور نہ غیر مدلل ہے۔

ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آجکل کی عورت کے خلاف تنقید کرنے والے بہ نسبت اس کے حمایتوں کے زیادہ صداقت پر ہیں۔ وہ کوئی چیز بلکہ ہر چیز ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بالکل صحیح نہیں ہے کہ آجکل کی عورت بہتر ماں، بہتر بیوی یا بہتر بیٹی ہو سکتی ہے۔ موجودہ زمانے کی عورت نے یقینی طور پر اپنا ملک چھوڑ دیا ہے یعنی گھر۔ ہم اسلامی لیڈروں سے یہ درخواست کرینگے کہ وہ مستورات کو ہدایت کریں کہ وہ دونو پرانی اور موجودہ عورتوں کی بہترین باتیں لیکر اپنا آئندہ لائحہ عمل تجویز کریں۔ والسلام (ترجمہ جنید ہاشمی)

مُسلم عورت کے حقوق

ہم خوش ہیں کہ اسلام کی تعلیم کے خلاف غلط فہمیاں خصوصاً عورت کے حقوق و تحفظ کے متعلق اتہامات اب آہستہ آہستہ رفع ہو رہے ہیں۔ غالباً یہ اسلام کے خلاف الزام عورت کا معاشرتی رُتبہ تھا جو زیادہ تر بدنامی کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا۔ اور اب بھی وہ مسئلہ ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم لوگوں کے دلوں پر آشکارا ہو رہی ہے۔ یہانتک کہ ایک مُسلم عورت بھی یہ بخوبی سمجھنے لگ گئی ہے کہ اسلام نے اسے مرد کے مقابل پر اس سے زیادہ بڑا درجہ دیا ہے۔ جو ہندوستان کی ہمسایہ قوم کے تمدن کے مہلک و زبون اثر سے سمجھا جا تا رہا تھا۔ مسز لطیفی کمشنر لاہور کی بیگم صاحبہ نے کچھ عرصہ پیشتر وائی ایم سی اے شملہ میں ایک لیکچر "ہندوستان کی مسلمان عورت کا موجودہ درجہ" پر دیا تھا۔ لیکچر سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم عورت کے حقوق میں کیسی بلند پایہ ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے دندان شکن جواب ہے جو یہ سمجھتے یا سمجھنے کا بہانہ کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو ذلیل درجہ میں رکھا ہے۔ دوران لیکچر میں آپ فرماتی ہیں:-

"مسئلۂ شادی اور مسئلہ طلاق کی طرف رجوع کرتی ہوئی مَیں کہتی ہوں کہ سب کو معلوم ہے کہ اسلامی شادی ایک معاہدہ ہے۔ لیکن یہ کم معلوم ہے کہ اسلام میں عورت کا درجہ برخلاف دوسروں کے زیادہ بلند ہے۔ ان مسائل میں اور مسائل کی طرح اسلام یہ تسلیم کرتا ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت ایک ہی پایہ رکھتی ہے۔ گو ہر کام کے لحاظ سے نہیں۔ یہ امتیاز نہایت ضروری ہے۔ مردوں میں بھی پایہ کے لحاظ سے سب برابر ہوتے ہیں۔ لیکن کارگذاری کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔

یہ صحیح ہے کہ اسلامی فقہ مرد کو بلا روک ٹوک یہ اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو بغیر وجہ بیان کیئے کسی وقت بھی طلاق دیدے۔ لیکن یہ ظاہری بلا روک ٹوک کی اجازت درحقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکزِ اعتدال سے وابستہ نہ کیا جائے اور انہیں راہ افراط و تفریط سے ہٹا کر اتقاء کے خط مستقیم پر قائم نہ رکھا جائے علم صحیح کی دسترس ناممکن اور حق و حقیقت شناسی کی محنت ضائع۔ بنا بریں آئندہ حصول علم صحیح کا گُر بتایا جاتا ہے کہ انسان اپنی معلومات کے ذرائع ثلثہ کان اور آنکھ اور دل کو غیر محل میں استعمال کرنے سے بچائے کیونکہ ان کی ہر ایک کمی بیشی اور افراط و تفریط کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔ ان السمع والبصر والفواد کل اولئك کان عنه مسئولا ✤

قانون نمبر ۱۳۔ فاتح قوم کا شعار تواضع و انکسار۔ ولا تمش فی الارض مرحا۔ جو قوم کہ اپنی شاندار ترقی کے دَور میں گامزن ہو اور دوسری اقوام پر فاتحانہ اقتدار قائم رکھتی ہو تو ایسے وقت میں بھی اسے چاہیئے کہ اخلاقی معیار کو طغرائے امتیاز بنائے اور اپنی ترقی پر کبھی نہ اترائے بلکہ تواضع و انکسار کو اپنا شعار بنائے انسان اگرچہ کتنی ہی مساعی کر کے ترقی کی اعلیٰ منزل پر پُہنچا ہو لیکن جب وہ تکبّر و غرور کرنے لگتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو ترقی کا مستحق سمجھتا ہے جس کی وجہ سے ان اسباب کی طرف سے بے پرواہی کرنے لگ جاتا ہے جو اسکو حقیقت میں ترقی کی منزل پر پہنچانے والے تھے۔ پس یہی اصل نقطۂ تنزّل ہے۔ بڑی سے بڑی قوموں اور زبردست و جبار حکومتوں کو دیکھو جب وہ اس نقطہ پر پہنچیں تو کس طرح عذاب الٰہی کے پنجہ میں گرفتار ہوگئیں۔ اسی کا تذکرہ سورۂ مومن میں یوں ملتا ہے۔ ذٰلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون ادخلوا ابواب جهنّم خالدین فیها فبئس مثوی المتکبرین

ترجمہ۔ یہ (سزا) اسلیئے کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے اور اس لئے کہ تم اتراتے تھے۔ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اسی میں تم ہمیشہ رہوگے۔ متکبّروں کا ٹھکانا کیا ہی بُرا ہے ✤

قانون نمبر ۱۴۔ دستور اساسی (توحید) کی حفاظت۔ ولا تجعل مع اللّٰه الٰها اٰخر فتلقی فی جهنم۔ ضوابط دستور ترقی کے شروع ہونے سے پہلے بھی یہی اشارہ ہُوا تھا۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ جو قوانین ترقی آئندہ تم پر پیش کیئے جاتے ہیں ان پر چلنے سے پہلے تم اپنی قوّت ارادیہ کو اسقدر آزاد بلند اور اولوالعزم بنالو کہ بمقابلہ عظمت الٰہی کے تمہارے دلوں میں دوسروں کی وقعت و ہیبت کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اگر ابتدا ہی میں غیر اللّٰہ کا رُعب طاغوتی تمہارے ذہنوں میں جاگزین ہُوا تو تم ترقی کی راہ میں قدم ہی نہ رکھ سکوگے بلکہ پہلے ہی زینے پر تھک کر بیٹھ جاؤ گے اس لئے وہاں فرمایا گیا فتقعد مذموما مخذولاً۔ یعنی پست ہمتی سے ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ جاؤ گے اور آگے قدم ہی نہ رکھ سکوگے۔ اور اب یہاں یہ فرمایا جاتا ہے کہ اگر کہیں ان قوانین پر عمل پیرا ہونے اور ترقی کے انتہائی زینہ پر پہنچنے کے بعد بھی یہ خیال تمہارے ذہن میں آگیا تو سب اعمال حبط اور ترقی کی تمام بادیہ پیمائی ضائع ہو جائیگی اور انجام کار تم تنزل کے گڑھے میں گرا دیئے جاؤ گے۔ اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں فرمایا فتلقی فی جهنم ملوماً مدحوراً۔

چونکہ توحید ہی قانون اساسی اور مہتم بالشان اصل ہے جو تمام سلسلہ مذہبی کی رُوح ہے۔ اس نقطۂ مرکزی کو نصب العین نہ رکھنے سے تمام سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے لہٰذا اس قانون کے اثبات کے متعلق دلائل بھی وزنی پیش کیے جاتے ہیں +

دلیل اوّل ۔ سیاسی۔ فتلقی فی جهنم ۔ یعنی سیاست الٰہیہ کا تقاضا کہ قانون شاہی کی خلاف ورزی کرنے والا عذاب الٰہی کا مزہ چکھے +

دلیل دوم ۔ دلیل نفسی۔ افاصفاکم ربکم بالبنین واتخذ من الملٰئکۃ اناثاً ۔ یعنی قانون توحید کی مخالفت تقاضائے فطرت اور شہادت ضمیر کے بھی خلاف ہے +

دلیل سوم ۔ عقلی۔ قل لو کان معہ اٰلھۃ الآیۃ ۔ یعنی عقل بھی اس کی حقانیت کی معترف ہے اور اس کی مخالف جانب پر حجت تام اور برہان قاطع رکھتی ہے جس کی تشریح آئندہ آئیگی +

دلیل چہارم ۔ آفاقی۔ تسبح السمٰوات السبع والارض ومن فیھن الآیۃ یعنی نظام عالم بھی اس کی بیّن تصدیق کر رہا ہے۔ والتوضیح سیأتی +

کتبہ الاحقر عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرس عربی ہائی سکول خانپور

ایڈیٹر:۔ افسوس ہے کہ اس قیمتی علمی سلسلہ مضمون کی اشاعت میں التوا ہو گیا اس سال باقاعدہ جاری رکھنے کا ارادہ ہے۔ مولانا عبد اللطیف صاحب ماشاء اللہ خوب لکھتے ہیں ناظرین کے لئے موقعہ ہے۔ کہ اس کے مطالعہ سے اپنے معلومات بڑھائیں اور روحانی و باطنی استفادہ کریں۔

ڈاکٹر لیبان کی رائے

ڈاکٹر لیبان جو فرانس کے ایک جلیل القدر محقق ہیں اپنی تصنیف "محمد اینڈ اسلام" میں تحریر کرتے ہیں کہ "حضرت محمد صلعم کو اپنے نفس پر بے انتہا حکومت حاصل تھی۔ آپ کی سادگی اور منکسر المزاجی قابل تعریف ہے آپ بے انتہا صاحب الرائے تھے۔ دور اندیشی آپ میں بہت زیادہ تھی آپنے وحشی اقوام کی زبردست اصلاح کی۔ ہمارا طبقہ کے سربرآوردہ شخص تھے اور مستند مؤرخ موسیو بارتھیلمی سینٹ ہیلر" نہایت تحقیقات کے بعد حضرت محمد صلعم کی نسبت لکھ رہے ہیں کہ وہ صدر درجہ باخدا رحمدل اور اعلیٰ اخلاق رکھنے پیغمبر تھے۔ ہاٹنگر نے ایک لمبی چوڑی فہرست محمد صلعم کے اقوال کی شائع کی ہے۔ بلا طرفداری اسلام یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان مقولوں سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور بدی سے محترز رکھنے کے لئے رہنما نہیں ہو سکتا۔ سچ یہ ہے کہ اس پیغمبر اسلام نبی اُمی کی یہ ایک حیرت انگیز خصوصیت ہے کہ اس کی آواز نے ایک قوم ناہنجار کو جو کسی ملک گیر کے زیر حکومت آئی بھی مسخر کرکے اس درجہ پر پہنچایا کہ اس نے عالم کی بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر دیا اور اس وقت بھی وہی نبی اُمی اپنی قبر کے اندر کروڑوں بندگان خدا کو کلمہ اسلام پر قائم رکھے ہوئے ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

از روئے دلائل عقلیہ

سلسلہ احمدیہ کے بانی (علیہ السلام) کا دعویٰ ہے۔ کہ میں آنحضرت صلعم کا بروز کامل ہوں۔ میں نے آپ کی پیروی کر کے آپؐ کا پورا عکس لیا ہے۔ لہٰذا جس طرح آپؐ ساری دنیا کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اسی طرح مَیں بھی ساری دنیا کی طرف آیا ہوں۔ اور دنیا کے پردہ پر ایک ایسا طبقہ بھی ہے۔ جو کہ سوائے عقل اور علوم مروّجہ کے اور کسی چیز سے استنباط نہیں کرتے۔ اور سوائے ان کے اور کسی چیز کے قائل نہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کو قائل کرنے کیلئے ہمیں ایسے دلائل عقلیہ کی ضرورت ہے جو کہ سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر بیّن گواہ ہوں۔

دوم۔ موجودہ زمانہ میں قریباً ہر مذہب کے پیرو ایک مصلح کے منتظر ہیں۔ اور یہ انتظار ان کی مذہبی کتب کی پیشگوئیوں کی بنا پر ہے۔ مثلاً عیسائی مسیحؑ کے، زرتشتی موسیو دربہی کے، ہندو کلنک اوتار کے، اور مسلمان مہدیؑ کے منتظر ہیں۔ اور تمام اہل مذاہب نے آنیوالے کے متعلق جو صفات بیان کیئے ہیں وہ قریباً ایک ہی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالا ایک وجود ہی ہے اور وہی تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کا مصداق ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے اور آپؑ نے آکر دعویٰ فرمایا کہ آخری زمانہ کا مُصلح ہوں۔ اور میری ہی نسبت تمہاری کُتب میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ چونکہ وہ پیشگوئیاں تمام الہامی کتابوں میں پائی جاتی ہیں اور آپؑ ان تمام کے مصداق ہیں لہٰذا آپؑ ان تمام قوموں کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور چونکہ ان لوگوں میں پھر ایسے وجود بھی پائے جاتے ہیں جو کہ سوائے عقل کے اور کسی چیز کو نہیں مانتے اور نقلی باتوں پر سے ان کا ایمان اُٹھ گیا ہے۔ ایسے لوگوں کی خاطر ہمیں ایسے عقلی دلائل کی ضرورت ہے جو کہ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا کُھلا کُھلا ثبوت ہوں۔

الدّلیل الاوّل

عالم کائنات میں جہاں اور قوانین کام کرتے نظر آتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ہم بعض چیزوں کو معلوم کرنے کیلئے انکے آثار کو دیکھتے ہیں۔ مثلاً جب ہم برف کے ٹکڑے کو ہاتھ لگاتے ہیں تو ہمیں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اور جب ہم آگ کے قریب ہاتھ لیجاتے ہیں تو ہم کو گرمی محسوس ہوتی ہے۔ اس گرمی اور سردی کے احساس سے ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ اوّل الذکر برف ہے۔ اور ثانی الذکر آگ ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک ایسی قوّت ودیعت کی ہے جس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان اپنے ماحول کے اثرات کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ یہ چیز اچھی ہے یا بُری۔ اور ایک محاورہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ لکھا ہے۔ لا تسئل عن المرء وسل عن قرینہ کہ کسی شخص کو نیک یا بد پرکھنے کے لئے اس کے دوستوں، رفیقوں اور ہم نشینوں کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر ان کی حالت اچھی ہو۔ اخلاق اچھے ہوں، عادات عمدہ ہوں۔ تو ان پر قیاس کر کے ان کے دوست کی بھی اچھی حالت متصور کیجاتی ہے۔

آؤ ہم اس معیار کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کو پرکھیں۔ اور معلوم کریں کہ کیا ایک عقلی معیار اور ایسے معیار کے ذریعہ جو کہ دنیا کے مسلّمات میں سے ہے اس کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ یا نہیں۔ جس وقت ہم اس معیار کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ پر پرکھتے ہیں۔ تو ہم کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آپؑ کے پیرو یعنی وہ لوگ جو کہ آپؑ کے اثر سے متأثر ہیں اعلیٰ درجہ کے مخلص، عبادت گذار، اور متقی ہیں۔ لوگ ان کے اخلاق، عادات یعنی نمونہ کو دیکھ کر احمدیت کو قبول کرتے چلے جاتے ہیں۔ آپؑ کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کو تیار اور آپؑ کی معمولی سی تکلیف کو دیکھ کر بے چین اور بیقرار نظر آتے ہیں۔ مالی قربانی کا تو حساب ہی نہیں۔ حکم کے بندے ہیں، جو حکم ہوا۔ لا حاضر کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے مالوں سے دشمنی ہے ان کے فنا کرنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ کو پیش کرتا ہوں۔ آپؓ نہایت ہی مخلص اور خدا رسیدہ انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر دی۔ اور خواب میں ملاقات بھی ہوئی۔ جب آپؓ نے فریضہ حج کی ادائیگی کا ارادہ کیا۔ تو ساتھ ہی قادیان کی زیارت کا بھی شوق پیدا ہوا۔ قادیان پہنچ کر آپؓ کا حج کا ارادہ بدل گیا۔ اور یہیں سارا وقت گذار دیا۔ اور یہیں سے پھر کابل واپس تشریف لے گئے۔ کابل کے مُلّاں جو کہ شر من تحت ادیم السماء کے مصداق تھے۔ انہوں نے آپؓ کے سنگسار کرنیکا فتویٰ دیا۔ اور کہا یہ شخص بے دین ہو گیا اور جہاد کے مسئلہ کا منکر ہے۔ اس سے لوگوں میں بد دلی پھیل جائیگی۔ اور جہاد کی رُوح کچلی جاویگی۔ شاہ کابل جس کو آپؓ سے شفقت تھی، بے حد محبت تھی وہ نہ چاہتا تھا کہ آپؓ کو مارا جائے۔ اس لئے اُس نے آپؓ کو اس عقیدہ سے باز رکھنے کیلئے بہت کوشش کی۔ اور یہاں تک کہدیا کہ اوپر سے انکار کر دو۔ پوشیدہ طور پر تم جو چاہو اعتقاد رکھ سکتے ہو۔ مگر آپؓ نے صاف انکار کر دیا۔ اور باواز بلند کہدیا۔ کہ میں اس چند روزہ زندگی پر اگلی ابدی زندگی کو قربان نہیں کرنا چاہتا۔ یہ زندگی تو دوسری زندگی کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ آپؓ نے اس زندگی سے دست بردار ہوتے ہوئے آخرت کو قبول کیا۔ مخالفوں نے آپؓ کو مار دیا۔ بزعم خود نیست و نابود کر دیا۔ مگر ان کو کیا علم ہے۔ کہ جو اللہ کی راہ میں مرتے ہیں وہ مرتے نہیں ایک ابدی زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔ مرنے سے پہلے ہی ان کے لئے ایک زندگی تیار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتی ہے۔ سچ ہے۔ ؎

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کی راہ میں ٭ نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے اُمیدوار

دوسری مثال حضرت مولانا نورالدین صاحب رضؓ جو آپ کے خلیفہ اوّل ہوئے ہیں ان کی ہے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ آپ رضؓ نے ہندوستان کے تمام علماء سے استفادہ کیا۔ اور علم کی خاطر مکہ معظمہ کا بھی سفر کیا۔ اور آپ رضؓ مہاراجہ کے پاس ایک مشیر کی حیثیت میں بہت عمدگی سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا۔ آپ کی دعوت پر فوراً لبیک کہا۔ اور ہزاروں روپوں کی آمدنی اور لاکھوں کی جائداد پر لات مار کر قادیان تشریف لے آئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زُامّت نورِ دیں بودے ٭ ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

معلوم ہوا کہ آپ کے زیر اثر لوگ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار ہیں ان کو اس دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔ آخرت کے بدلے وہ اس کو بالکل ناچیز خیال کرتے ہیں۔ معیار یہ ہے کہ اچھی یا بُری چیز کو دیکھنے کیلئے اس کے تاثرات کو دیکھا جاتا ہے۔ زیر بحث سلسلہ احمدیہ ہے۔ ہم نے اس کے بانی کے زیر اثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ روحانیت کے فدائی اور نیکی کے شیدائی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ آپ کا دعویٰ سچا ہے۔ اور آپ کا قائم کردہ سلسلہ برحق ہے ٭

الدلیل الثانی

اگر ہم روحانی سلسلہ کو سمجھنا چاہیں اور خدا کی حکومت کی واقفیت حاصل کرنا چاہیں۔ تو اُس کیلئے ہم کو دنیاوی حکومت پر غور کرنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ بہت حد تک اُسکی ممد اور مددگار ہے۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے دفی انفسکم افلا تبصرون۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیاوی حکومتوں کا یہ قانون ہے۔ کہ اگر کوئی افترا کرے یعنی اپنے آپ کو تحصیلدار ظاہر کر کے معاملہ وصول کرنا شروع کر دے اور در حقیقت وہ تحصیلدار نہ ہو تو گورنمنٹ ایسے شخص کو پکڑ کر قید کر دیتی ہے۔ اور ایسی سزا دیتی ہے جو دوسروں کے لئے بطور عبرت اور ان کو ایسے کاموں سے روکنے کا موجب ہوتی ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ کے متعلق عقل یہ تجویز نہیں کر سکتی کہ اسمیں کوتاہیاں اور کمیاں پائی جائیں جو کہ اعلیٰ درجہ کے بادشاہوں میں پائی جاتی ہیں۔ تو ہر صفت موصوف خدا تعالےٰ اپنی صفت ہادی کے ماتحت ہر ضرورت کے وقت، ہر ایسے موقع پر جبکہ ہدایت دنیا سے معدوم ہوا چاہتی ہو۔ اور گمراہی اپنا غلبہ جمانا چاہتی ہو۔ اپنی ہدایت کے چشمے پھوڑتا اور اپنے پیارے اور برگزیدہ انبیاء کو مبعوث فرماتا رہتا ہے۔ اگر وہ ذات سچے اور جھوٹے میں امتیاز نہ کر دے تو دنیاوی بادشاہوں اور خدا کے بادشاہ ہونے میں کیا فرق ہوا۔ اس طور پر کہ سچے کی تائید اور نصرت ہو اور جھوٹے کو پکڑ کر بطور سزا

16

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیست و نابود کر دیا جائے۔ ورنہ دنیا سے امن و امان اٹھ جائے اور سلسلہ کائنات درہم برہم ہو جائے۔ سچ ہے ؎

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر ✣ ورنہ اُٹھ جاوے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار

پس جس طرح دنیاوی حکومت سچے تحصیلدار کی قدر کرتی اور تائید کرتی اور دوسرے کو عبرتناک سزا دیتی ہے۔ اسی طرح خدائی سلطنت میں بھی یہ قانون ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت قتل کیا جاتا ہے۔ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور سچا پھلتا اور پھولتا ہے۔ ہزاروں لوگ اُس کے سایہ تلے آرام کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا۔ آپ اکیلے تھے۔ بے کس تھے۔ بے بس تھے۔ کوئی آپ کا غمگسار نہ تھا۔ درانحالیکہ مخالفت کے سمندر چاروں طرف سے لہریں مار رہے تھے۔ اور اپنی پوری طغیانی میں تھے۔ مگر وہ جس نے آپ کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کیا تھا۔ آپ کا حامی و مددگار ہوا۔ لوگوں کے دلوں کو آپ کی طرف پھیرا۔ اور آپ کی نصرت کا بیڑا خود اُٹھایا۔ آپ کی جماعت بڑھی اور پھیلی اور دُور دُور سے آپ کی ملاقات کو لوگ آنے لگے جیسا کہ چند اشعار میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نقشہ کو کھینچتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

مَیں تھا غریب بے کس و گمنام بے ہنر ✣ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی ✣ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا ✣ اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

اور آپ کے الہام یأتیك من کل فج عمیق و یأتون من کل فج عمیق کے مطابق لوگ دُور دُور سے آئے۔ اور خدا کی نصرت ظاہر ہوئی۔ اور پھر حضرت (علیہ السلام) نے اس نصرت الٰہی کو معیارِ صداقت قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو اک نظیر ✣ میرے جیسی جسکی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ کرنا۔ اور پھر خدا کا آپ کی تائید اور نصرت کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے اور راستباز ہیں اور جو آپ نے سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ جھوٹا سلسلہ نہیں ہے ✣

الدّلیل الثالث

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو آخری زمانہ کی اصلاح کیلئے چُن لیا اور وہ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے کچھ کلام خدا کی مدد سے لکھا ہے۔ اور دوسروں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویسا بنانے کیلئے تحدّی کی ہے۔ اور دُنیا میں ہم یہ قانون کام کرتا ہُوا دیکھتے ہیں۔ کہ جن چیزوں کو خدا بناتا ہے انسان کسی صورت میں بھی ان کے بنانے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ ایک معمولی کانٹے کو ہی لے لو۔ ایک پھُول کی پتّی کو دیکھ لو۔ دیکھنے میں کیسے معمولی نظر آتے ہیں لیکن اگر تمام دُنیا کے کاریگر بھی مل کر یہ کوشش کریں کہ وہ ایک کانٹا بنا سکیں تو وہ ہرگز نہیں بنا سکتے۔ اور تمام وہ چیزیں جن کو انسان بناتا ہے خدا باوجود قادر ہونے کے نہیں بناتا۔ تا خدا کی بنائی ہوئی اشیاء اور بندے کی بنائی ہوئی اشیاء میں امتیاز رہے۔ کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی خدائی چیز کسی بنی ہوئی ہو۔ ہاں مگر اُس علم و عمل کا انسان اُس دوسرے انسان کی بنائی ہوئی چیز کی طرح دوسری چیز تیار کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اگر لمپ بناتا ہے تو دوسرا بھی لمپ بنا سکتا ہے۔ آؤ ہم اس معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو دیکھیں۔ اور آپؑ کے کلام میں سے جس کے متعلق آپؑ کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ یہ خدا کی نُصرت اور مدد سے تیار شدہ ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کو لیں اور مقابلہ کریں۔ قانون مذکور کے مطابق اگر یہ کلام اُس کا اپنا ہوگا۔ خدا پر محض افترا ہوگا تو کوئی ہم سے ضرور اُس جیسے کلام کے بنانے پر قادر ہو سکیگا۔ اور اگر کوئی بھی اُس پر قادر نہ ہو سکے تو وہ اس بات کی دلیل ہوگا۔ کہ یہ کلام خدائی ہے۔ اس لئے اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جس وقت حضورؑ نے دعویٰ فرمایا۔ تو سب سے بڑا اعتراض جو آپؑ کی ذات پر کیا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ آپ منشی ہیں اُردو خواندہ ہیں عربی سے ذرا مس نہیں۔ دو تین مضمونوں کی قبولیت کی وجہ سے دعویٰ کر دیا ہے۔ اس پر آپؑ نے خدا کی مدد سے آئینہ کمالاتِ اسلام میں ایک عربی مضمون لکھا۔ اور مخالفین کو مقابلہ کا چیلنج دیا، خطبہ الہامیہ لکھا، اعجاز المسیح لکھی، اعجاز احمدی لکھی، غرضیکہ مختلف کُتب لکھیں اور علماء، سجّادہ نشین عجم و عرب تمام کو مقابلہ کی دعوت دی۔ مگر کسی نے بھی تاب مقابلہ نہ لاکر آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی۔ مُنہ کی کھائی اور سرنگوں ہوگئے۔ اصل بات یہی ہے کہ خدا کے کلام کا مقابلہ ضعیف انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ جب ایک معمولی کانٹا نہیں بنا سکتا جس کے مقابلے کا چیلنج بھی نہیں ہے۔ تو ایک کلام جس کے لئے چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ تو میدان میں نکلے۔ کیونکر مقابلہ کیا جا سکتا ہے حضورؑ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ٭ تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

پھر حضورؑ نے اس کلام کو معیار صداقت ٹھیرایا ہے۔ کہ اگر کوئی مقابلہ کرے اور اس کی نظیر بنا کر لے آوے تو ہمارے سب دعوے باطل اور ہیچ اور ایسے شخص کو دس ہزار روپیہ بطور انعام دیا جائیگا۔ اور اگر مقابلہ نہ ہو سکا تو میری صداقت میں شک کرنا ناجائز ہوگا۔ آپؑ ثناء اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

17

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وان اک کذابا فیاتی بمثلھا ٭ وان اک من ربی ففشی ویشبر

پس کسی شخص کا مقابلہ نہ کر سکنا اور عاجز آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپؑ جو کلام پیش کرتے ہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ اور آپؑ نے جو دعویٰ فرمایا ہے۔ کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور آخری زمانہ کی اصلاح کے لئے اُس نے مجھے چُن لیا ہے۔ بالکل سچّا اور صادق ہے ٭

الدّلیل الرّابع

اس دلیل کی بنیاد ایک واقعہ پر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ .. .. کہ ایک سب انسپکٹر ریٹائرڈ .. .. ایک دفعہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے احمدیت پر تمسخر کرنے شروع کیئے۔ اور آپؑ کو بھی مخاطب کرنا چاہا۔ مگر آپؑ چونکہ نہایت سنجیدہ تھے۔ مخاطب نہ ہوئے۔ اور دخل دینا مناسب نہ خیال کیا۔ لیکن جب انہوں نے بہت مجبور کیا۔ اور آپ سے بھی اظہار رائے کا تقاضا کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ دیکھو تمسخر کسی صورت میں بھی اچھا نہیں۔ .. .. بھلا بتلاؤ اگر ایک شخص بیس، بائیس سال لگاتار خدا کے دروازے کو کھٹکھٹا تا رہے۔ اور اس کو کوئی جواب نہ ملے تو ایسے شخص کیلئے خدا کی زندگی کا کیا ثبوت ہے۔ اور کن دلائل سے اس کو خدا کے وجود کا قائل کیا جا سکتا ہے۔ اگر خدا سے ہمکلام ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ تو کونسی تعجّب کی بات ہے۔ نیز آپؑ کے والد ماجد کی شہادت ہے۔ کہ آپؑ ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت اور کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ مجھے تو اس۔ .. .. کی فکر ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس کا کیا انتظام ہوگا۔ .. .. سب سے زیادہ حضورؑ دعاؤں پر زور دیتے تھے۔ ان ہر دو شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام فی الواقعہ خدا سے لو لگائے ہوئے تھے۔ آپؑ خدا کی محبّت میں فنا ہو چکے تھے۔ پھر ان حالات میں آپؑ کی صداقت کا کیونکر انکار ہو سکتا ہے ٭

الدلیل الخامس

علم النفس کے ماہرین لکھتے ہیں کہ انسان کے اندر نیکی اور بدی کا وجود تدریجاً پیدا ہو کر ترقی کرتا ہے۔ مثلاً خدا کی راہ میں مال کا خرچ کرنا ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان پہلے چھوٹی نیکیوں میں سے گذرے تب اس پر فائز ہو۔ ورنہ شیطان فوراً درمیان آکر اس کو اس بڑی نیکی سے محروم کر دیگا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرح طرح کے خیالات اُس کے دل میں پیدا کریگا۔ کبھی کہیگا تم غریب ہو جاؤ گے۔ اگر یہاں خرچ کر دیا پھر کہاں سے کھاؤ گے۔ بال بچے بھوکے مرینگے، پھر مانگتے پھرو گے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ایک نیک انسان زنا جیسی بُری چیز کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ جب تک اُس کے پہلے مدارج کو طے نہ کر لے۔

اس قانون کو مدِّ نظر رکھ کر اگر ہم کسی انسان کے متعلق یہ فیصلہ کرنا چاہیں اور یہ دیکھنا چاہیں کہ یہ جو اُس نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ کہاں تک درست ہے۔ اس کے لئے ہم کو اس کی پہلی زندگی دیکھنی پڑے گی۔ کہ اگر پہلے سے وہ گناہ کی آلائش سے آلودہ ہے۔ تو پھر ہم یہ فیصلہ کرینگے کہ یہ اُس نے جھُوٹ بولا ہے۔ اور وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کی دعویٰ سے قبل کی زندگی پاکیزہ اور نہایت راستبازانہ ہے۔ تو ہم کو علم النفس کے طریق کے مطابق یہ ماننا پڑیگا۔ کہ اُس نے یکدم خدا پر جھُوٹ نہیں بولا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک راستباز یکدم خدا پر جھُوٹ بولنے لگے۔ لہٰذا وہ اپنے اس دعویٰ میں سچّا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا ہے۔ ہم کو لازم ہے کہ آپؑ کی اس سے قبل کی زندگی کو دیکھیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپؑ نے اپنی دعویٰ سے قبل کی زندگی کے متعلق تمام مخالفین کو یہ چیلنج دیا ہے۔ کہ اس میں کوئی عیب ثابت کر دیں۔ چنانچہ آپؑ تذکرۃ الشہادتین کے صـ۶۲ پر فرماتے ہیں:۔ "تم کوئی عیب، افترا، جھُوٹ، یا دغا کا الزام میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی پر نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس خدا کا فضل ہے کہ جو اُس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کیلئے یہ ایک دلیل ہے۔" مشہور ہے والفضل ما شہدت بہ الاعداء کہ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے اور خوبی وہ جس کا دشمن بھی اقرار کریں۔ سو مَیں آپؑ کے اشد ترین مخالفوں میں سے صرف دو کی گواہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اوّل مولوی ثناء اللہ امرتسری تاریخ مرزا صـ۳ پر تحریر فرماتے ہیں: "جس طرح مرزا صاحب کی زندگی کے دو حصے ہیں، اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلّق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین احمدیہ کے بعد۔ براہین تک مَیں مرزا صاحب سے حُسن ظن رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر ۱۷-۱۸ سال کی تھی مَیں بشوق بٹالہ سے پا پیادہ تنہا قادیان گیا۔ ان دنوں مرزا صاحب ایک معمولی مصنّف کی حیثیت میں تھے"۔

دوم مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی "اس "براہین" کا مؤلّف بھی اسلام کی مالی وجانی، قلمی و لسانی حالی وقالی نصرت میں، ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی

18

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں فرقہائے اسلام خصوصاً آریہ اور برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی قلمی لسانی کے علاوہ مالی نصرت کا بھی بیڑا اُٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ اور مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہے۔" رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صٰ

حضورؑ کی تحدّی اور دو مخالفوں کی گواہی سے معلوم ہو گیا۔ کہ دعویٰ سے قبل کی زندگی حضورؑ کی پاکیزہ تھی تو پھر علم النفس کے مطابق آپ خدا پر اسقدر جلد جھوٹ نہیں باندھ سکتے لہٰذا آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ اور آپؑ نے جو سلسلہ قائم کیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے کا کوئی احتمال نہیں ؀

الدّلیل السادس

کائنات عالم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مفید اشیاء دیرپا اور قائم رہنے والی ہوتی ہیں۔ مگر مضر اشیاء جلد تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر مصر کے بادشاہ فرعون کو لے لیجئے۔ بنی اسرائیل پر وہ وہ مظالم اس نے کئے اور وہ جور و ستم اس نے روا رکھے کہ الاماں۔ سُن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کوئی تاریخ اتنے مظالم کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ رحیم خدا کی صفت رحمت جوش میں آئی اور اس۔نے فوراً ایک اپنے برگزیدہ اور پیارے بندے کے ہاتھوں دریا میں غرق کروا دیا۔ جلد دُنیا سے نیست و نابود ہو گیا ؀

ابھی نزدیک کا ہی واقعہ ہے۔ شاہ کابل امیر امان اللہ نے جب معصوم بندوں کے خون سے ہاتھ رنگنے شروع کئے۔ تو خدا نے فوراً گرفت کی اور تخت و تاج سے اُتار کر الگ کر دیا۔ مگر نفع رساں وجود دیر تک رہنے والے ہوتے ہیں۔ شروع میں خواہ وہ اکیلے ہوں لیکن پھر ان کے ساتھ ایک تعداد مل جاتی ہے۔ جو کہ اشارے پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کو دیکھ لیں۔ آپؑ نے بھولے ہوئے بنی نوع انسان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ مگر ناواقف دنیا نے آپؑ کی مخالفت کی۔ وہ خدا جس نے آپؑ کو اس کام پر مامور فرمایا تھا باوجود مخالفت کے آپ کو بڑھایا اور نہایت حفاظت کے ساتھ ایک تنومند درخت بنایا۔ جس کے سایہ کے نیچے لوگ آرام کرتے ہیں اور اُس کے پھلوں کے مزے لیتے ہیں۔ آج تک ان کے ایسے فرمانبرداروں کا وجود پایا جاتا ہے جو کہ آپ کے

5
Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہر کی وجہ سے محدود کر دی گئی ہے جو شادی سے پیشتر ہی طے کر لیا جاتا ہے۔ یہ عورت اور اس کے لواحقین کے لئے کُھلی راہ ہے کہ وہ شادی سے پیشتر ایسی کڑی شرطیں پیش کر دیں جس سے وہ اس حق کو اور بھی باطل کر دیں۔ اس عورت کیلئے یہ رستہ بھی کُھلا ہے کہ وہ معاہدۂ شادی میں خلع کا ایسا ہی حق داخل کر دے جیسا کہ مرد کو حاصل ہے۔

مَیں یہ تسلیم کرتی ہوں کہ عمل کے لحاظ سے یہ قانون غلط طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ اس کی مذمّت کیجاتی ہے خصوصاً دوسرے ملکوں کی نسبت ہندوستان میں۔ لیکن اس کا علاج "عورت کی تعلیم" ہے۔

پھر ایک اور مسئلہ وراثت کا ہے۔ یہاں پھر آپ اسلام کی مساوات کا نظریہ دیکھیں گے اسلامی قانون مرد کے تمام بچّوں کو وراثت میں برابر کے حقوق دیتا ہے۔ لڑکے اپنے درمیان اور لڑکیاں اپنے درمیان وراثت سے برابر حصّے کی حقدار ہیں۔ یہ مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کو دوسرے سے کم و بیش دے۔ ہاں لڑکی لڑکے کی نسبت نصف حصّے کی حقدار ہے۔ یہ فرق اور امتیاز مرد اور عورت کے اختلافِ کارگذاری کی وجہ سے ہے جو اسلام نے رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ایک لڑکی اپنے باپ کی وراثت سے اپنے بھائی کے حصّے کا نصف لینے کی حقدار ہے۔ لیکن بعوض اس کے وہ اپنے خاوند سے مہر اور اخراجات لینے کی بھی حقدار ہے جو اس کی کارگذاری کے لحاظ سے معاشرتی کفایت شعاری کے زیادہ مناسبِ حال خیال کیئے جاتے ہیں۔ مَیں یہ تسلیم کرتی ہوں کہ اسلامی قانونِ وراثت ہندوستان کے مسلمانوں پر عام طور پر عائد نہیں کیا جاتا۔ پنجاب کے مسلمانوں کے بیشتر حصّہ نے اپنا رسمی قانون بنایا ہُوا ہے۔ جو زیادہ تر اپنے ہندو آباؤ اجداد سے عاریتاً لیا ہُوا ہے۔ جس کے ذریعہ سے عورت کو بمشکل تمام کچھ ورثہ میں ملتا ہے۔ لیکن مجھے اس میں شبہ کی کوئی گنجائش معلوم نہیں ہوتی کہ چند سال کے عرصے میں پنجاب کی مسلمان عورت کو وہی حقوق ملیں گے جو شریعت کے قوانین کے عین مطابق ہیں۔" فقط (ترجمہ جنید ہاشمی)

اسلام اور سائنس

(از مس نینا سٹوفر۔ امریکہ)

اسلام کے وسیع علم و فضل سے دنیا کا ہر ایک حصّہ بہرہ اندوز ہو رہا ہے۔ اسلام نے اشاعت علوم کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ وہ اسقدر شاندار ہیں۔ کہ ان کا صحیح اندازہ لگانا دنیا کی قوّت ادراک سے باہر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام پر جان دینے کو تیار رہیں ۔

اس معیار کو جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر پرکھتے ہیں تو معلوم ہوجاتا ہے کہ آپؑ بھی ان مفید وجودوں میں سے ایک ہیں جن کی دنیا کو ضرورت ہوتی ہے۔ اور دیر تک قائم رہتے ہیں چنانچہ آپؑ نے اپنے دعویٰ کے بعد ایک لمبی عمر بسر کی اور اپنے وصال کے بعد ایک سلسلہ چھوڑا جو آجتک آپؑ کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور آپؑ کے مفید وجود ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور آج دنیا کا کوئی حصہ نہیں جہاں آپؑ کا مشن قائم نہ ہوچکا ہو اور احمدیت سرایت نہ کر چکی ہو۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپؑ ضرور دنیا کیلئے ایک مفید وجود اور اپنے دعویٰ میں سچے تھے ورنہ ایک مضر وجود اور جھوٹے شخص کو ایسی ترقی کہاں نصیب ہوتی ہے ۔

الدّلیل السابع

علم طب بھی ان علوم مروّجہ میں سے ایک ہے۔ جن کو دنیا سچے علم تسلیم کرتی ہے۔ اگر اس کے ذریعہ سے یہ ثابت ہوجائے کہ سلسلہ احمدیہ ایک سچا سلسلہ ہے۔ تو کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مریض کو ایک ڈاکٹر دوائی دیتا ہے۔ اور وہ مریض اچھا ہوجاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس علم کی صداقت بالکل بیّن ہے۔ اسی طرح اگر سلسلہ احمدیہ کی طرف سے کوئی دوائی دی جائے ایسی حالت میں جبکہ علم طب مایوس ہوچکا ہو۔ اور اس تحدی کے ساتھ دیجائے کہ مریض یقیناً تندرست ہوجائیگا تو پھر اس سلسلہ کی صداقت میں بھی کسی کو شبہ نہیں رہیگا۔ مثلاً حیدر آباد دکن کا ایک لڑکا عبدالکریم نامی بغرض تعلیم آیا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس کو کسی دیوانے کتے نے کاٹا۔ علاج کیلئے اس کو کسولی بھیج دیا گیا۔ قریباً ایک ماہ کے بعد تندرست ہوکر واپس آگیا۔ کچھ مدت کے بعد اسکو جوش آیا اور وہ دیوانہ ہوگیا۔ کسولی تار دیا گیا کہ اب کیا کیا جائے۔ جس کا جواب مندرجہ ذیل الفاظ میں موصول ہوا:۔

"Sorry nothing can be done for Abdul Karim."

حضورؑ نے خدا تعالیٰ سے دعا فرمائی اللہ تعالےٰ نے اسکو صحت بخشی اور علم طب کی رو سے سلسلہ کی صداقت بیان کردی اور پھر ایسی جگہ جہاں طب مایوس ہوچکی تھی ۔

دوسری مثال میاں عبدالرحیم صاحب پسر نواب محمد علیخاں صاحب کی ہے۔ آپ سخت بیمار ہوئے ڈاکٹروں نے مایوسی ظاہر کی اور کہدیا کہ اب ان کا علاج نہیں ہوسکتا اور بظاہر کوئی بچنے کی صورت بھی نظر نہیں آتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ اور جب دعا کا کوئی جواب نہ ملا تو آپؑ نے شفاعت کردی۔ جواب ملا من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ اس پر آپؑ خاموش ہوگئے مگر تھوڑی دیر کے بعد آپؑ کو الہام ہوا انک انت المجاز کہ آپؑ کو اجازت ہے۔ چنانچہ حضورؑ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔

19

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ دونو مثالیں ایسی ہیں جو کہ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کیلئے کافی ہیں کیونکہ ان کا اظہار ایسے وقت میں ہُوا جبکہ علم طب فیل ہو چکا تھا۔ اور بالکل جواب دے چکا تھا۔ مگر سلسلہ احمدیہ کا طب کامیاب ہُوا اور شاندار کامیابی حاصل کی۔ اب وہ علم طب جس کو ایک علم صحیح گنا جاتا ہے۔ اور اس کی صداقت میں شک بھی نہیں کیا جاتا۔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت اس سے بھی کہیں واضح ہے ؛

الدّلیل الثامن

دُنیا میں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ دو پہلوانوں میں سے جب کوئی دعویٰ کرتا ہو کہ مَیں طاقتور ہوں۔ اور دوسرا اپنی طاقت پر نازاں ہو تو دونو کی کُشتی کے بعد جو جیت جائے اس کو صادق اور دوسرے کو کاذب خیال کرتے ہیں اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد مقابلے کیئے اور مختلف کُشتیاں لڑیں۔ اور یہ بتا بتا کر کہ مَیں ضرور جیتونگا۔ چنانچہ حضورؑ کامیاب ہوئے اور جیت آپؑ کے حصہ میں آئی۔ مثلاً لیکھرام مقابلہ میں آیا اس طور پر کہ وہ آقائے دو جہان آنحضرت صلعم کو سخت سُست کہا کرتا تھا۔ اور اس قدر زبان طعن دراز کر رکھی تھی کہ اس کے روکنے اور مقابلہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ حضورؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دُعا کی خدا نے بتایا کہ وہ ہلاک کیا جائیگا اور اس کی موت بطور ایک نشان کے ہوگی۔ اور حضرتؑ نے مُدّت بھی خدا کے بتانے پر مقرر فرما دی یعنی ۶ سال کا عرصہ اور وقت اور دن بھی بتا دیا۔ فرماتے ہیں ؎

وبشّرنی ربی وقال مبشراً ؞ ستعرف یوم العید والعید اقرب

عید کے دوسرے دن پیشگوئی کے مطابق عین وقت پر قتل کیا گیا قاتل کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اور آج تک کسی کو علم نہیں کہ کس نے لیکھرام کو قتل کیا ہے۔ اور وہ قتل کر کے کہاں بھاگ گیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر ڈوئی اُٹھا۔ مقابلہ کی جرأت کی مگر مُنہ کی کھا کر بیٹھ گیا اور سوائے ناکامی اور ذلت کے اور کچھ نہ دیکھا جس طرح سے دنیاوی کُشتی میں جیتنے والے کو طاقتور اور دوسرے کو کمزور خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے رُوحانی کُشتی میں جو کہ خدائے واحد کی طاقت پر تھی جیتی اور اپنی اور اپنے سلسلہ کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ؛

الدّلیل التاسع

جب چاند کے طلوع کا دن آتا ہے۔ ہر شخص خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ نیک ہو یا بد علم ہو جاتا ہے اور اس کے چڑھنے کا انتظار کرتا ہے۔ اسی طرح جب رات کا آخری پہر ہوتا ہے۔ اور صبح ہونیکو ہوتی ہے۔ تو اس کا بھی تمام دنیا کو علم ہو جاتا ہے۔ اسی طور پر کہ تہجد خوان تہجد کیلئے اُٹھتا ہے۔ اور چور صبح کو قریب خیال کر کے گھر کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واپس چلا جاتا ہے۔ اور کسان ہل جوتنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کو علم ہو جاتا ہے کہ اب روشنی نمودار ہونیوالی ہے۔ اسی طرح روحانی روشنی کا حال ہے۔ کہ جب وہ ظہور فرمانے لگتی ہے تو لوگوں کو پہلے سے اس کی اطلاع مل جاتی ہے اور وہ اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اب کوئی روشنی آئے اور اب کوئی نور ظاہر ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے قبل تمام لوگوں کا یہی خیال تھا کہ اب مصلح ربانی اور مجدد کی ضرورت ہے گمراہی حد کو پہنچ چکی ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب پرچہ اہلحدیث ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء میں لکھتے ہیں "آہ ہم کیا ہیں ہم وہ ہیں کہ ہمارے قویٰ سلب ہو چکے بہادری عنقا ہو چکی اعضاء کمزور ہو چکے حقانی تڑپ ہمارے دلوں سے معدوم ہو چکی بلکہ مَیں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ تمام اعضاء مر چکے فقط ایک دہن اور اس میں زبان باقی ہے" اور نواب صدیق حسن خان نے بھی گمراہی کو تسلیم کیا ہے۔ اور وہ بھی اسی زمانہ کو کسی مصلح کا مقتضی سمجھتے ہیں اور انہوں نے اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲ پر بعینہٖ حدیث لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ کا ترجمہ کر کے زمانہ پر چسپاں کر دیا ہے ۔

غرض یہ ایک واضح حقیقت اور بیّن صداقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عین ضرورت کے مطابق تشریف لائے۔ اسوقت جبکہ ساری دنیا کسی مسیحی نفس کی منتظر تھی اس لئے حضور ؑ نے فرمایا ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت ۔ مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پھر فرمایا ۔ مَیں وہ پانی ہوں جو اترا آسماں سے وقت پر ۔ مَیں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

الدلیل العاشر

آپ کے سلسلہ کی ترقی اور آپ کے گاؤں قادیان کی ترقی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ راستباز تھے چنانچہ قرآن نے ایک عقلی دلیل اس رنگ میں بیان فرمائی ہے دھو یرون انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون۔ یعنی یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک مدعی جس کا کوئی یار نہ ہو۔ مددگار نہ ہو دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے اور اُس کے تمام حریف جن کے پاس ہمہ ذرائع ترقی میسر ہیں حیرت انگیز طور پر کم ہوتے چلے جائیں۔ اس تقابل کو دیکھنے کے بعد بھی کوئی ایسے مدعی کی صداقت اور راستبازی پر حرف گیری کر سکتا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عین بے بسی کی حالت میں دعویٰ کیا۔ ایسے وقت میں جب کہ حاکم اپنے بیگانے، علماء جہلاء، ہندو عیسائی غرض دنیا کی تمام طاقتیں آپ کے خلاف برسرپیکار تھیں۔ اور دل سے چاہتی تھیں کہ اس روحانیت کے سورج کو آسمان پر نہ چمکنے دیں۔ مگر خدا کے کام ہو کر رہتے ہیں۔ کیونکہ کوئی اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ دعویٰ کے وقت آپ کی حالت بیکسی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے بس کی تھی چنانچہ حضورؑ اپنے الفاظ میں اُس کا نقشہ کھینچتے ہیں ؎

میں تھا غریب و بےکس و گمنام بےہنر ٭ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرہ بھی نظر نہ تھی ٭ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

غرض یا تو بےکسی کا یہ عالم تھا اور یا پھر ہم نے اپنی آنکھوں سے مخالفین کے دائرہ عمل کو محدود ہوتے دیکھ لیا۔ اور مشاہدہ کرلیا کہ خدا کا نبی اور مجدّد اعظم الٰہی نوشتوں کے مطابق ایک مقام گمنام پر جلوہ افروز ہوگیا۔ اور جیسا کہ ازل سے مقدر تھا۔ وہ فاتح اور اُس کے تمام دشمن مفتوح ہو گئے ٭

پس دنیا کے رواج کے مطابق کسی کی ترقی اس کی صداقت کی دلیل ہُوا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی آپؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ تلك عشرة كاملة ۔ فقط

نادر شاہ کے حالات

{مفصلہ ذیل حالات پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کن غیر معمولی حالات میں نادر خان۔ نادر شاہ بنا اور یہ کہ یہ سب کچھ خداوند قدیر کی قدرتوں کا ظہور ہے انسانی اختیار کی بات نہیں۔ اور یہ پیشگوئی آہ نادر شاہ کہاں گیا صفائی سے پوری ہوئی}

افغانستان سے خاندان نادری کا اخراج امیر شیر علی نے انگریزوں کے ساتھ جو جنگ چھیڑی تھی ۱۲۹۶ھ میں ان کی وفات کے بعد اُن کے جانشین امیر یعقوب خان اُس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے اور افغانستان کی شورش میں اس قدر اضافہ ہُوا کہ افغانوں نے سفارت کا بھی احترام نہ کیا اور انگریزی سفیر لیوکیوناری قتل کر دیا گیا۔ اس کے جواب میں انگریزوں نے افغانستان پر سخت حملہ کیا جس کے نتیجہ کے طور پر امیر یعقوب خان کو تخت و تاج سے دست بردار ہو کر اپنے کو انگریزوں کے حوالے کر دینا پڑا۔ اور افغانستان کی عنانِ حکومت امان اللہ خان کے جد امجد امیر عبدالرحمٰن خان کے ہاتھ میں آگئی، امیر یعقوب خان کو انگریز ہندوستان لائے اور دہرہ دون میں نظر بند کر دیا، اُن کے ساتھ جو اُمرائے دولت تھے ان میں نادر شاہ کے جد امجد سردار یحییٰ کا خاندان بھی شامل تھا، جنہیں امیر شیر علیخاں اور امیر یعقوب خان کے ندیم و مشیر ہونیکے علاوہ یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ سردار یحییٰ خان کی صاحبزادی امیر یعقوب خان کے حرم میں تھیں ٭

ہندوستان میں نادر خان کی ولادت نادر خان ۱۲۹۲ھ میں دہرہ دون میں پیدا ہوئے۔ آپکے جد امجد سردار یحییٰ خان اور پدر بزرگوار سردار محمد یوسف خان نے آپکی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا اور علوم جدیدہ کے علاوہ دینیات کی تعلیم بھی دلگئی۔ اور آپ کو علمائے سہارنپور کی صحبت سے استفادہ کا موقع ملا ٭

خاندان نادری کی مراجعتِ کابل امیر عبدالرحمٰن خان نے اپنی حکومت کے آخری عہد میں اس خاندان نادری کے نوجوانوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی صلاحیتوں اور ہندوستان میں ان کی شریفانہ روش سے متاثر ہو کر اس کی مراجعت وطن کی آرزو پر لبیک کہا اور ان کے انتقال کے بعد امیر حبیب اللہ خاں کے ابتدائی عہد سنہ ۱۳۱۹ھ میں یہ خاندان اپنے وطن واپس آگیا جہاں اس کا شایان شان استقبال کیا گیا۔ نادر خان کی ہمشیرہ امیر حبیب اللہ خاں کے حبالۂ عقد میں آگئیں۔ جن کے بطن سے شہزادہ اسد اللہ جان تولد ہوئے۔ امیر حبیب اللہ خاں نے نادر خان کی جنگی قابلیت سے متاثر ہو کر سنہ ۱۳۲۱ھ میں ان کو شاہی فوج میں نمی مشری (کرنیلی) کے عہدۂ جلیلہ پر سرفراز فرمایا۔ اور ۲ سال میں آپ کی حسن کارگذاری کی بنا پر سنہ ۱۹۲۳ھ میں آپ کو غند مشر (بریگیڈیر) بنا دیا۔ اور شاہی فوج کی جدید طریقہ پر تنظیم اور تربیت کی خدمت آپکے سپرد کی +

جرنیل کے عہدہ پر سرفرازی سنہ ۱۳۲۴ھ میں امیر حبیب اللہ خان نے ہندوستان کی سیاحت کی تو نادر خان ان کے ہم رکاب تھے۔ انہوں نے اس سیاحت کے دوران میں مختلف مواقع پر ثابت کیا کہ انکی تربیت کردہ افغانی فوج انگریزی فوج سے پست نہیں ہے۔ ہندوستان سے مراجعت کے بعد امیر ممدوح نے سنہ ۱۳۲۵ھ میں طول و عرض افغانستان کی سیاحت کی۔ جب بھی آپ ہمرکاب تھے۔ اور سنہ ۱۳۲۶ھ میں نواشر (جرنیل) کے منصب پر سرفراز کیا +

سمت جنوبی کی شورش سنہ ۱۳۲۹ھ میں افغانستان کی سمت جنوبی میں بغاوت ہو گئی قبیلہ منگل کے شورش پسندوں نے حکومت کی افواج کو بُری طرح شکست دی تو جرنیل نادر خان کو اس مہم پر بھیجا گیا اور انہیں باغیوں کے مقابلہ میں نہایت شاندار فتح نصیب ہوئی اور سمت جنوبی میں آپ کی دھاک جم گئی۔ جو بچہ سقہ سے جنگ کے موقع پر بھی کام آئی اور سمت جنوبی کے قبائل جو آپ کی صلاحیتوں کے دیرینہ مداح تھے۔ آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ امیر حبیب اللہ خان نے اس فتح کے بعد آپ کو نائب سالار بنا دیا +

امیر حبیب اللہ خان کا قتل جرنیل نادر خان کی غیر معمولی قابلیت نے ان کیلئے ترقی کی شاہراہ کھول دی تھی اور کرنیلی کے عہدہ سے ترقی کرتے ہوئے سنہ ۱۳۳۲ھ میں افغانستان کے سپہ سالار بنا دیئے گئے اور اپنی سپہ سالاری کے عہد میں عسکر افغانی کو غیر معمولی ترقی دی تا آنکہ سنہ ۱۳۳۷ھ میں امیر حبیب اللہ خان کی شکارگاہ میں قتل کر دیئے گئے اور سردار نصر اللہ خان نے جلال آباد میں اور امان اللہ خان نے کابل میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ لیکن نتیجہ میں سردار نصر اللہ خان ناکام رہے اور ملک نے امان اللہ خان کی حکومت کو قبول کر لیا۔ سپہ سالار نادر خان امیر مقتول کے ساتھ تھے۔ اسلئے امان اللہ خان کی حکومت نے امیر حبیب اللہ کے قتل اور نصر اللہ خان کی حمایت کے شبہ میں جن لوگوں کو گرفتار کیا ان میں آپ بھی شامل تھے۔ لیکن چند روز کے بعد رہا کر دیئے گئے اور جہاد استقلال میں سمت جنوبی کی کمان آپکے سپرد کی گئی +

جہاد استقلال میں کامیابی امان اللہ خان نے افغانستان کی عنانِ حکومت ہاتھ میں لی اور حکومت انگریزی نے ان کی حکومت کو تسلیم کرنے میں چون و چرا کیا تو انہوں نے جنگ کا اعلان کر دیا اور سمت جنوبی کی مہم جرنیل نادر خان کے سپرد کی۔ جس میں آپ کو اتنی کامیابی ہوئی کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ آپنے نہ صرف وزیرستان میں انگریزی اقتدار کو نقصان پہنچایا۔ بلکہ ٹل پر حملہ کر دیا۔ اور اس میں اس حد تک کامیاب رہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکومت انگریزی نے اپنی سیادت کو واپس لے لینا ہی مناسب سمجھا نادر خاں کا یہ کارنامہ دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی ان کی ملت اور حکومت نے بھی حصول استقلال کے بعد ان کی قدر افزائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

فرانس کی سفارت کبیرہ پہ نادر خاں کی سرفرازی

جہاد استقلال میں عظیم الشان کامیابی کے بعد نادر خان کی محبوبیت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا امان اللہ خاں نے بھی امکانی قدر افزائی سے گریز نہ کیا۔ ان کی فتح کی یادگار میں منارۂ استقلال تعمیر کرایا۔ لیکن اس سے ملت میں فتنہ کے امکانات بھی پیدا ہوتے رہے۔ اور سمت جنوبی میں آپکا اثر ورسوخ حکومت کے اقدامات اور امان اللہ خان کی اصلاحات میں حائل ہونے لگا۔ دوسری طرف کثرت کار کے باعث آپ علیل سے رہنے لگے تو امان اللہ خان اور خود آپنے بھی مناسب سمجھا کہ کسی سفارت پر یورپ چلے جائیں۔ چنانچہ آپ ۱۳۴۲ھ میں فرانس کی سفارت کبیرہ پر بھیجدیئے گئے اور وہاں پہنچکر آپنے اپنے وطن کی گرانقدر خدمات انجام دیں لیکن تین سال کے بعد آپ علالت کا عذر کر کے اس عہدہ سے بھی کنارہ کش ہو گئے اور نیس کے قریب ایک قصبہ "منٹس" میں خاموش زندگی بسر کرنے لگے۔ (یہ دوسری بار بیکسی کا عالم اس واسطے طاری ہوا تا ظاہر ہو کہ بادشاہی محض خدا کا زبردست ہاتھ دلائے گا۔)

امان اللہ خان سے اختلاف

امان اللہ خان یورپ تشریف لے گئے۔ تو آپسے خود بھی بیحد اصرار کیا اور آپکے پاس وفد بھیجا کہ افغانستان واپس چلیں اور وطن کو اپنی صلاحیتوں سے استفادہ کا موقعہ دیں۔ لیکن آپ ان کی حکمت عملی سے اختلاف کی بناء پر کسی طرح اس کے لئے تیار نہ ہو سکے اور امان اللہ خان کی دعوت رد کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ امان اللہ خان کے یورپ جانے کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ آپ کو اور آپکے برادران عظام کو واپس لائیں۔ لیکن اس میں انہیں کامیابی نہ ہو سکی۔

وطن کی دعوت پر لبیک

امان اللہ خان کی غلو آمیز وطنیت اور ان کی غیورانہ حکمت عملی نے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا، اور افغانستان پر بچہ سقہ کا عذاب نازل ہو گیا، تو جرنیل نادر خان نے بستر علالت سے وطن کا قصد کیا، اور ہندوستان پہنچے۔ اور پشاور میں چندروز حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد پاراچنار کی طرف سے افغانستان میں داخل ہو گئے یہاں یہ چیز خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ امان اللہ خان نے جو اس وقت قندھار کے قریب موجود تھے اور کھوئی ہوئی سلطنت دوبارہ حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ پشاور سے آپ کو قندھار بلایا۔ لیکن آپنے یہ عذر کر کے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا کہ مقصد وطن کی خدمت ہے۔ حدود افغانستان میں داخل ہونے کے بعد آپ نے سائیکلو اسٹائل پر چھاپ کے ایک اخبار "اصلاح" کے نام سے شائع کیا اور اس کے ذریعہ پروپگنڈا کر کے بہت لشکر جمع کرنے اور بچہ سقہ کی حکومت کا تختہ الٹ دینے میں کامیاب ہو گئے اس جنگ میں علاقہ آزاد کے وزیریوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کی قابل قدر مدد کی۔ کابل پر حملہ اور بچہ سقہ کے سقوط کے ضمن میں یہ واقعہ کبھی فراموش نہ کیا جائیگا کہ شاہ ولی خان نے اپنے برادر بزرگ کی اجازت سے اس قلعہ پر گولہ باری کرنے میں بھی پس و پیش نہ کیا جسمیں آپکے بیوی بچے اور عیال و اطفال کو بچہ سقہ نے قید کر رکھا تھا ۔

عہد نادری کی برکات اعلیٰ حضرت غازی نادر شاہ اپنے عہد حکومت میں اس امر کی کوشش کرتے رہے کہ امان اللہ خان نے ملک و ملت کی فلاح کی خاطر جو پروگرام بنایا تھا۔ خاص خاص امور کے علاوہ بالعموم اس کی تکمیل ہو چنانچہ آپنے پارلیمنٹ قائم کی۔ نظام تعلیم کو وسیع کیا عسکر کو منظم کرنا چاہا امینت کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ وسائل نقل و حمل کو ترقی دی ۔

پیشگوئی پورا ہونیکا اقرار

(۱) "آہ۔ صد ہزار حسرت و آہ۔ کہ آج افغانستان اپنے بہترین خادم سے محروم ہوگیا" (انقلاب ۱۱- نومبر)

(۲) "نہ رہا وا اسفا دہر میں اک بطل جلیل ۔ کوئی جرأت میں نہ تھا جس کا سہیم اور عدیل" (آزاد ۱۱- نومبر)

(۳) "ہندوستان کے ہوش و حواس پر یہ برقی خبر بجلی کی طرح گری۔ کہ ۸- نومبر ۳ بجے اعلیٰ حضرت نادر شاہ غازی بادشاہ افغانستان کو کسی غدار وطن نے شہید کر دیا تمام مسلمان غم و افسوس کی تصویر بن گئے" (مدینہ ۱۳- نومبر)

(۴) "ایسے نیک نفس۔ پاک طینت۔ رعایا پرور۔ مدبر۔ غیور۔ شجاع۔ رحمدل بادشاہ کی شہادت نہ صرف افغانستان بلکہ کل دنیائے اسلام کیلئے ایک سانحہ عظیم ہے۔ اور اسپر جسقدر بھی ماتم کیا جائے۔ وہ کم ہے۔ یقیناً شاہ نادر کا نام تاریخ میں ابد الآباد تک زندہ رہیگا" (الامان دہلی ۱۱- نومبر)

(۵) "ہمیں آج افغانستان میں کوئی دوسرا فرد اس غیر معمولی قابلیت اور ذہانت و فراست کا مالک نظر نہیں آتا۔ اور بلا شبہ یہ ایک ایسا ناقابل تلافی نقصان ہے جسپر ملت افاغنہ جتنا بھی ماتم کرے۔ کم ہے" (الجمعیۃ ۱۳- نومبر)

(۶) "یہ کنگ نادر شاہ کی موت ایک ایسے بلند حوصلہ بہادر ایک ایسے عالی دماغ مدبر کی موت ہے جس کا بدل ملنا بہت دشوار ہے" (سٹار ۱۳ نومبر)

(۷) "محمد نادر شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اسوقت نہ صرف افغانستان بلکہ دنیائے اسلام کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے" (سیاست ۱۵ نومبر)

(۸) "ٹائمز آف لنڈن" نے لکھا ہے "وہ بے مثال لیاقت اور جرأت کے مالک تھے۔ اور ڈپلومیسی کے ماہر تھے۔ انہوں نے اپنی کوششوں سے ملک میں جو امن و امان قائم کیا تھا۔ وہ پھر خطرہ میں پڑ گیا ہے" (بحوالہ پرتاب ۱۳- نومبر)

وید شاستر اور اچھوت ادّہار یہ اچھوت ادہار سیریز کا نمبر ۳ ہے۔ اسمیں وید و شاستروں سوامی دیانند اور انکے متبعین کی تحریروں سے تقریباً ساڑھے تین سو حوالجات جمع کیے گئے ہیں جو اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ سناتنی اور آریہ سماجی مسلّمات کے رُو سے اچھوت ہندوؤں میں رہ کر مساوی حقوق نہیں حاصل کر سکتے۔ حجم ۱۰۰ صفحے $\frac{20\times30}{16}$ قیمت ۳ فی نسخہ ایک سو ساڑھے بارہ روپے۔ ملنے کا پتہ۔

ملک فضل حسین مینجر بک ڈپو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگرچہ اسلامی طاقتیں براہ راست اس میدان میں مصروف کار نہ تھیں۔ لیکن پھر بھی ان کا اثر نہایت واضح ہے ۔

عربی زبان سے جو کہ اسلام کی زبان ہے۔ لٹریچر۔ علوم فلسفہ۔ ریاضی۔ نجوم اور قانون کے متعلق نہایت ہی اعلیٰ انتخابات لئے گئے ہیں۔ مسلم علماء نے ان علوم سے متعلقہ حقائق کو نہایت ہی صبر اور محنت سے جمع کیا تھا۔ اور جبکہ یورپ جہالت اور لاعلمی کی تاریکیوں میں سرمار رہا تھا۔ اس وقت اسلام علوم وفنون کے میدان میں نئی نئی حقیقتوں کے آشکارا کرنے میں مشغول تھا ۔

تہذیب کی سائینس دان دنیا کا فرض ہے۔ کہ وہ اس گہرے مطالعہ اور نفیس اضافہ کے لئے جو اسلام کی طرف سے علم کیمیا کے بارے میں کیا گیا۔ اور جس نے 'الکیمی' کے قدیم فن کو بلیک آرٹ سے ایک اعلیٰ سائنس میں تبدیل کر دیا۔ اسلام کے حضور عقیدت و اخلاص کے پھول چڑھائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بعد کے آنیوالے سائنسدانوں نے ان علوم میں اسقدر اضافہ کر دیا ہے۔ کہ بیسویں صدی کے طالب علم کے لئے اس ابتدائی سائنس میں جسکی بناء مسلمانوں نے رکھی اور آجکل کے علم کیمسٹری میں امتیاز کرنا محال ہوگیا ہے ۔

کئی سال تک ایک فن جو کہ 'الکیمی' کے نام سے مشہور تھا۔ مصری علماء کے زیر عمل رہا۔ یہ ایک ایسا فن تھا جس کا علم صرف مذہبی پیشواؤں تک ہی محدود تھا۔ اور وہ اس امر کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ کسی عام آدمی کو ان کے ان قیمتی رازوں کا علم ہو جائے۔ جن کے معلوم کرنے میں انہوں نے کئی سال صرف کئے ہوئے تھے۔ اس فن کے معلموں کو بہت ہی پوشیدہ رکھا جاتا تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ فن عوام الناس میں جادو یا سیاہ علم کے نام سے مشہور تھا۔ اور اس کے علاوہ اس فن کے متعلق بہت ہی جھوٹی اور بے حقیقت باتیں مشہور تھیں ۔

'الکیمی' کے ماہر صرف دو سبب سے اس پر عامل تھے۔ اوّل انسان کے عرصہ زندگی کو بڑھانے کے لئے اور دوم۔ سب دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنے کے لئے۔ وہ بعض ایسی ادویہ کے تیار کرنے میں تو قدرے کامیاب ہو گئے۔ جو انسانی تکلیف کو کم کر سکیں۔ لیکن سونا بنانے کے معاملہ میں ان کے دماغ چکرا گئے۔ گو وہ پھر بھی یقین رکھتے تھے۔ کہ کسی وقت وہ مختلف دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائینگے۔ اور ایسی چیز کی تلاش میں اپنا وقت صرف کرتے رہے۔ جو ان کی آرزوؤں کو پورا کر سکے۔ اور ان کے مشکلات حل کر دے۔ آخر کار انہیں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ایک 'جادو کا پتھر' ہے۔ جو ان کی مطلوبہ خاصیت کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ انہوں نے اس پتھر کا نام 'فلاسفر کا پتھر' رکھا۔ اس پتھر کو وہ کبھی بھی معلوم نہ کر سکے۔ لیکن ان کو اس امر کا یقین تھا۔ کہ ان کی کامیابی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راز اس پتھر میں مخفی ہے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ وہ عجیب و غریب پتھر نہ صرف مختلف دھاتوں کو ہی سونے میں تبدیل کر دیگا۔ بلکہ اس میں ایک ایسی طاقت ہوگی۔ جس کے ذریعہ وہ مختلف مرکبات کو حل کر کے ان مفردات میں تبدیل کر دیگا۔ اس کے علاوہ وہ انسانی جسم سے مرض کا قلع قمع کر دیگا۔ اور انسان کو از سرِ نو زندگی دینے کی طاقت رکھتا ہوگا۔ وہ مذہبی پیشوا ہر وقت یہ خیال کرتے تھے۔ کہ وہ اس عجیب پتھر کے حصول میں عنقریب ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ مگر کچھ نہ کچھ ایسے حالات پیدا ہو جاتے کہ ان کو یہ موہومہ کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اور ان تجربات کے نتائج کے سوا باقی کچھ نہ رہتا۔ جن پر بہت ہی محنت اور مشقت کی گئی تھی +

بعض ماہران الکیمی نے اپنے تجربات اور کوششوں کو آئندہ آنے والے لوگوں کے استفادہ کے لئے محفوظ کیا۔ مگر یہ سب امور کچھ ایسے مبہم اور غیر واضح طریق پر درج کیئے گئے ہیں۔ کہ عوام الناس کا ان سے کچھ فائدہ اُٹھانا بالکل ناممکن ہے +

جب مسلمانوں نے مصر کو فتح کیا۔ تو بعض پُرانے ریکارڈ ان کے ہاتھ آئے۔ اور مسلمان چونکہ ہمیشہ سے ہی سائینس سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان نئی معلومات سے فائدہ اُٹھایا۔ اور آٹھویں صدی میں عرب کے ایک "ادارہ الکیمی" کے اصلی علم کیمیا کے متعلق وہ کام شائع کیا۔ جو کہ سائینسدان طبقہ کے نزدیک اس علم کے متعلق سب سے پہلا کام ہے۔ جو کیا گیا۔ چند سال بعد ایک ماہر الکیمی نے بعض نئی باتیں معلوم کیں۔ اس نے ایک ایسی چیز معلوم کی۔ جو کہ سونے کو حل کر سکے۔ اور اس نے بعض نہایت ہی اہم فارمولے بنائے۔ اس نے یہ خیال بھی پیش کیا۔ کہ بعض مفرد اشیاء ہیں۔ جن سے باقی سب چیزیں بنی ہیں۔ اور اس کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ ان چیزوں میں سے صرف دو بنیادی طور پر کام دیتی ہیں +

زمانہ وسطیٰ[1] میں مؤرقوم بہت سے ماہران "الکیمی" یورپ میں اس غرض سے لائی۔ کہ وہ انکے مدارس میں تدریس کا کام کریں۔ ان مدارس میں ہی یوروپین لوگوں نے علم کیمیا کے بنیادی اصولوں کا علم حاصل کیا۔ اور یہی وہ حقائق تھے۔ جو کہ اس روشن تہذیب کا بنیادی پتھر تھے جس نے ظلمت و جہالت کے زمانہ کو دُور کیا۔ اور اس کی جگہ لی۔ تو یہ اسلام ہی تھا۔ جس نے سائینسدانوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیا۔ اور تہذیب حاضرہ کے وجود کو ممکن بنایا +

(مترجم۔ چوہدری خوشی محمد بی۔ ایس۔ سی (ایگریکلچر)

---

[1] زمانہ وسطیٰ ۵۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک شمار کیا جاتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ زمانہ ۶۰۰ء سے ۱۴۰۰ء تک کا زمانہ ہے۔ مترجم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیمۂ زندگی اور اسلام

انشورنس کی حمایت میں دلیلیں:-

اگلے دن میں ایک مسلمان بھائی سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے اُسے کہا کہ اس بات کے پیشِ نظر کہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے اُسے چاہیئے کہ اپنی زندگی کا بیمہ کروالے۔ لیکن اُس نے جواب دیا۔ خدا تعالیٰ نے یہ ابتلاء نازل کیا ہے اور اُس کے فضل کے متعلق شک و شبہ کرنا گناہ ہے۔ میں نے کہا "جی ہاں اور جب خدا بارش نازل کیا کرتا ہے تو اُس وقت چھاتے کے بغیر باہر کیوں نہیں نکلا کرتے؟"

ایک دوسرے مسلمان دوست کو جب بیمہ کروانے کیلئے کہا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ اُس کی زندگی پہلے ہی خدا تعالیٰ کے پاس بیمہ شدہ ہے۔ بالکل سچ ہے۔ لیکن حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق یہ بھی تو مشہور ہے کہ ایک دفعہ آپؐ کے پاس کوئی دُور کا شخص آیا۔ آپؐ نے اُس سے دریافت کیا۔ کہ اونٹ باندھ آئے؟ اُس نے جواب دیا "نہیں حضورؐ میں خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا "بھروسہ بے شک رکھو۔ لیکن اپنا اونٹ باندھ لیا کرو"۔

گفت پیغمبر بآوازِ بلند　٭　بر توکّل زانوئے اشتر بہ بند

انشورنس کی ایجنسی کے دَوران میں مَیں نے انشورنس کے متعلق اپنے مسلمان بھائیوں سے کئی اعتراض سُنے جو سب اِسی مسئلہ کے متعلق تھے کہ بیمہ زندگی اسلام میں ناجائز ہے۔ لیکن آراء مختلف ہیں بلکہ اُس کے جواز کے متعلق پریشان کُن اور آپس میں متضاد بھی ہیں ٭

مَیں سب کی عزت اور تعظیم کرتا ہُوا چاہتا ہوں کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کروں۔ مَیں تمام اُن احباب کو جو جماعت کی ترقی کے خواہشمند ہیں چیلنج تو نہیں درخواست کرونگا کہ وہ میری عرضداشت کو بے تعصبی کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں ٭

پہلے آپ کو لائف انشورنس کمپنی کی ماہیت اُس کی ضرورت اور جواز کے متعلق اصول سمجھنے چاہئیں۔ لائف انشورنس کمپنی ایک ادارہ ہوتا ہے۔ جو ماہوار، سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ رقوم کی ادائیگی کے عوض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں قانونی طور پر مجبور ہوتا ہے کہ اگر بیمہ شدہ شخص مقررہ میعاد کے اندر مر جائے تو اس کے ورثاء کو ایک مقررہ رقم ادا کرے۔ دوسرے الفاظ میں یہ یتیموں اور بیواؤں وغیرہ کی حفاظت کا ایک طریق ہے۔ "ضرورت کے وقت جو اپنے بھائیوں کی امداد کرتا ہے اور مصیبت زدوں کے کام آتا ہے قیامت کے روز اُس کی امداد خدا خود کرے گا۔" (حدیث نبوی)

ہاں اِسی کا نام لائف انشورنس ہے۔ اس کی بناء اِسی اصول پر رکھی گئی ہے کہ "اتفاق ہی طاقت ہے" اِس سچائی پر کہ جو بوجھ ایک شخص نہیں اُٹھا سکتا وہ بہت سے مِل کر آسانی سے اُٹھالیں گے۔ یہ ایک بڑا بھائی چارہ ہے جس میں لاکھوں ایک مرکزی فنڈ کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ یہ چندہ پھر ایک ذمّہ دار کمپنی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جو وفات شدہ افراد کے خاندانوں کی مشکل کے وقت امداد کرتی ہے ۔

یہ اس لئے ضروری ہے کہ ایک باپ یا شوہر جو اپنی زندگی میں بھی اپنے خاندان کی مدد نہیں کر سکتا اپنی وفات کے بعد تھوڑی تھوڑی قسط ادا کرنے کے عوض میں باآسانی کر سکیگا۔ اور صرف یہ رقم ہی اُن کے لئے بڑی رحمت ثابت ہوگی ۔

بیمہ کی اہمیت ثابت کرنے کیلئے اور بھی کئی باتیں ہیں۔ یہ سب کو علم ہے کہ مسلمان ایک غریب قوم ہے۔ کمانے والے صرف مرد ہیں۔ اب قوم غریب ہے اس لئے لوگ مشکل کے وقت کچھ پس انداز نہیں کر سکتے۔ نہ وہ اپنے بچّوں کو ہی تعلیم دلوا سکتے ہیں۔ تاکہ وہ باعزّت روٹی کما سکیں ۔

لائف انشورنس کمپنی یہ مشکل اِس طرح دُور کرتی ہے۔ کہ وہ مصیبت کے وقت شوہر کی طرف سے بیوی کی اور باپ کی طرف سے بیٹے کی حفاظت کرتی ہے۔ اِس طرح یہ گویا قبل از وقت وفات کے وقت انسان کے پیاروں اور وابستگان کی ایک خاطر خواہ امداد ہے ۔

فرض کیجئے ایک انسان مر جاتا ہے اور اپنے خاندان کو مالی تنگی میں چھوڑ جاتا ہے۔ اگر ہمسایہ اُسکی امداد کرے تو کیا یہ ناجائز ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ لیکن اگر صرف ایک شخص تمام خاندان کا بوجھ اُٹھائے تو یہ اُس کے لئے دوبھر ہوگا۔ اگر یہی بوجھ ہزاروں انسان اُٹھائیں تو وہ محسوس نہیں کرینگے۔ اور انشورنس اِس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ۔

اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ فرض کرو ایک شخص نے صرف دو سال کی قسطیں ادا کی ہیں اور وہ مر جاتا ہے تو کمپنی اُس کے ورثاء کو ایک ہزار روپیہ دیدے گی۔ یہ ناجائز نفع ہے۔ اس مسئلہ کو صاف کرنے کیلئے میں ذیل میں بیمہ کی قسط کا اندازہ لگانے کا طریق بتلاتا ہوں :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لائف انشورنس ایک (ACTUARIAL science) ہے اور اِس کی بناء "اندازہ قانون پر ہوتی ہے بعلم النجوم خواہ غلط ہو جائے۔ لیکن "اندازے کا قانون" کبھی غلط ثابت نہیں ہُوا۔ پریمیم یا قِسط کی رقم رفتار اموات کے اندازہ کے لحاظ سے مقرر کی جاتی ہے اور یہ اپنے عمل میں بالکل مساوی اور یکساں رہتی ہے۔ دو سو سال کے اعداد و شمار لئے جاتے ہیں۔ اور اس سے رفتارِ اموات کا اندازہ کر لیا جاتا ہے اگر رفتارِ اموات کے نقشہ سے معلوم ہو جائے کہ ہر ہزار شخصوں میں صرف آٹھ آدمی ہر سال راہی ملکِ عدم ہو جاتے ہیں تو اِن آٹھ دعویداروں کا روپیہ ۹۹۲ اشخاص کی پالیسیوں سے مجرا کر لیا جائے ؞

اِس سے ظاہر ہے کہ ہر پالیسی ہولڈر کلیم کے لئے چندہ مہیا کرتا ہے۔ اور جب یہ روپیہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے ادا کرتا ہے تو ناجائز ہونے کا سوال کہاں سے پیدا ہُوا؟ کیا یہ ناجائز ہے کہ ہزار آدمی اکٹھے ہو جائیں اور ہر سال اپنی بہبودی کی غرض سے کچھ رقم پس انداز کرتے رہیں اور اگر اُن میں سے کوئی وفات پا جائے تو اس روپیہ سے اُس کے مصیبت زدہ خاندان کی امداد کی جائے اس طرح پر ممبر نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی بھی مدد کر رہا ہے ؞

اگلے دن ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ جب ایک شخص ۱۰۰ روپیہ دیکر وفات پا جاتا ہے اور اس کے خاندان کو ایک ہزار روپیہ مل جائے تو یہ نو سو۹۰۰ کا فرق محض سود ہے ؞

اب میری تفصیل سے یہ ظاہر ہے کہ یہ رفتارِ اموات کے سبب سے ہے نہ کہ سود کی وجہ سے۔ عقل بھی کہے گی کہ نو سو فیصدی سود لینا بعید از قیاس ہے ؞

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینا منع قرار دیا ہے۔ لیکن انشورنس کمپنیاں سود نہیں دیتیں نفع دیتی ہیں ؞

الاعمال بالنیات اور یہ بات ہر شخص پر ظاہر ہے کہ یعنی کثرتِ سود کیوں منع ہے۔ کمپنی تو عامۃ الناس کے روپیہ کی امین ہے۔ قِسطوں سے جو روپیہ حاصل ہوتا ہے وہ کئی جگہ نفع پر لگا دیا جاتا ہے اور اس میں گورنمنٹ کی کفالتیں بھی شامل ہیں۔ اِس نفع کی کئی ذرائع ہیں تجارت۔ رفتارِ اموات۔ اخراجات اور سود وغیرہ۔ یہ سارا نفع پالیسی ہولڈروں میں بطور بونس تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ سود کی تعریف کیا ہے؟ مقرر شدہ فیصدی رقم جو ہر سال ادا کی جاتی ہے۔ لیکن انشورنس کمپنیوں کے بونس نہ مقررہ ہیں اور نہ اِن کی گارنٹی ہے ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب تک پالیسی ہولڈروں کو سود نہیں ملتا اُن کی ضمیر چین سے رہنی چاہیئے۔ لیکن اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کمپنیاں سود حاصل کرتی ہیں تو یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ سود کے بغیر تجارت میں گذارا نہیں ہو سکتا۔ پھر جو سود یہ کمپنیاں حاصل کرتی ہیں وہ زیادہ تر گورنمنٹ سے آتا ہے۔ ہر تہذیب یافتہ گورنمنٹ کو رفاہ عام کے کاموں کیلئے قرضہ اکٹھا کرنا پڑتا ہے۔ لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ گورنمنٹ ٹیکس جمع کرتی ہے۔ قرضہ پر سود دیتی ہے۔ مستقل چندے مقرر کرتی ہے اور آہستہ آہستہ سود ادا کرتی ہے۔ اب اگر گورنمنٹ سود اکٹھا نہ کرے اور لوگ اس میں حصہ نہ لیں تو کوئی بڑے پیمانے کا کام نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ کہ انشورنس کمپنیوں کا روپیہ غریبوں کی امداد کے کام آتا ہے۔ خصوصاً ہندوستان جیسے زرعی ملک میں جہاں باشندے مان سونون پر دارومدار رکھتے ہیں یہ بڑی رحمت ہے انشورنس کا روپیہ ہندوستان کے کروڑوں بھوکوں کیلئے استعمال ہوتا ہے کیا یہ ناجائز ہے؟

یہ صاف ظاہر ہے کہ جب ایک شخص ہزار روپے کا بیمہ کرواتا ہے اور اس کی فیملی فائدہ حاصل کرتی ہے اور اُسے ہزار روپیہ مل جاتا ہے تو اُس میں سود نہیں ہوتا۔ جب کمپنی نفع دیتی ہے تو جو تھوڑا بہت سود وہ گورنمنٹ سے حاصل کرتی ہے وہ بھی پالیسی ہولڈروں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

پس پہلی بات یہ ہے کہ پالیسی ہولڈروں کو نفع ملتا ہے سود نہیں ملتا۔ سود مقررشدہ رقم ہوتی ہے نفع مقررشدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر سال تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس سال ۲۵ روپے اگلے سال ۲۰ روپے پھر اس کے بعد ۱۵ روپے اور اس کے بعد ممکن ہے کچھ بھی نفع نہ ہو۔ تو پھر انشورنس جائز کیوں نہ ہو؟

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ پالیسی ہولڈروں کو سود نہیں ملتا۔ اگر بنک میں جو سراسر سودی روپیہ سے کام کرتے ہیں۔ روپیہ جمع کروانا جائز ہے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ انشورنس کمپنیاں جو بالکل سود نہیں دیتیں۔ کیوں ناجائز ہوئیں؟

شائد کوئی کہدے بنک کا روپیہ خیرات وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے تو انشورنس کا روپیہ بھی خیرات وغیرہ میں کیوں نہیں استعمال ہو سکتا؟

انشورنس جؤا ہے	اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ جؤا تو قسمت کا کھیل ہوتا ہے اور اس کی صحیح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی ٹریکٹ

چند کارآمد حوالے نمبر ۱ و ۲	۱ر
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۱ر
اسلام کی اندرونی تصویر	۱ر
آریہ سماج اور گاندھی جی	۱ر
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۱ر
کفارہ	۱ر
بطلان مسئلہ قدامت رُوح و مادّہ	۱ر
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان } نہایت مدلل	۴ر
افادات الفریدی { خلفاء حضرت باوا فرید ہی کی کتابوں سے تصدیق سلسلہ احمدیہ }	۲ر
شیعہ سوراج اور اس کے واقعات	۱ر
اسلامی عبادات کی حکمت { نماز روزہ حج کی حکمتیں }	۱ر
احمدی غیر احمدی میں فرق { نوشتہ حضرت خلیفہ ثانی }	۱ر
آسمانی گولہ { حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراضات کا جواب }	۱ر
ابطال الباطل (ردّ شیعہ)	۲ر

تبلیغی رسالے

براہین العقائد { مسائل اصول اسلام پر دلائل قرآنی }	۸ر
معارف القرآن - گیارہ پاروں کا درس	۸ر
تصوّف { وہ مضمون جو علامہ حافظ روشن علی صاحب نے ریلیجس کانفرنس میں پڑھا }	۶ر
مقصد مذہب { مذہبی کانفرنس لاہور میں پڑھا گیا }	۳ر
الاستخلاف - ردّ شیعہ از آیات قرآنی -	۴ر
مجمع البحرین { حقیقی اسلام پر ریلیجس کانفرنس میں مضمون }	۳ر
کمالات احمدیہ { نوشتہ مولانا شمس بجواب مولوی ثناء اللہ امرتسری }	۶ر
التشریح الصحیح { حدیث نزول مسیحؑ کی پوری تشریح }	۶ر

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز اُردو { کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے،
اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقع ہے ؎
ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ فی سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے :-

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ روپے + نصف ۲ روپے + فی سطر ۴ر

مینجر ریویو اُردو - قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس - کے - برمن) لیمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR TRADE MARK (REGD.)

نئے سال کا نیا تحفہ

ڈابر جنتری ۱۹۳۴ء

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی عمدہ سفید چکنے کاغذ پر نستعلیق لکھی ہوئی بہت ہی خوبصورت جنتری شائع ہوئی ہے۔ اس میں بہت ہی مفید اور کارآمد باتیں درج ہیں۔

معزز قدردان

مفت

طلب

فرمائیں۔

فوراً ارسال ہوگی۔

پیٹینا RS.4

مقوّی باہ کی گولی

اس کے استعمال سے نامردی - جریان تھوڑی محنت سے تھک جانا اور جوانی میں بوڑھوں کی سی حالت وکمزوری وغیرہ دور ہوتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ دوآنہ عہ/ ڈاک محصول تین شیشیوں تک سات آنہ ۷/ نمونہ ۳/ جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے

نوٹ:- اس دوا کے دوران استعمال میں معدہ صاف رکھنا بہتر ہے (ہماری بنائی "جلابن" جلاب کی گولی آسانی سے معدہ صاف کرتی ہے۔

نوٹ:- ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں اور دوا فروشوں کے ہاں ملتی ہے۔ دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:- قادیان گورداسپور میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و ناشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)